

صُحُفٌ مَّطَهَّرَةٌ فِيهَا كُتِبَ قِيَمَةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
آخر آمد ز پس پرده تقدیر پدید

یعنی

— (اُرْدُو ترجمہ) —

مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرمندی قدس سره

کتاب اول — حصہ دہم

— (تصحیح و حواشی و ترجمہ) —

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی
خطیب و امام مسجد حضرت امان گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہو

— (ناشر) —

مدینہ پبلشنگ کمپنی بک در وڈ کراچی

(جملہ حقوق ترجمہ بحق ناشر محفوظ ہیں)

طبع اول ————— آفٹ طباعت ————— ۱۹۷۱ء

طابع و ناشر مدینہ پیشنگ کمپنی - بندر روڈ - کراچی

مطبع مشہور آفٹ پریس - کراچی

کاتب محمد یوسف خوشنویس گوبرانوالہ

تعداد چوبیس ۴۰۰

قیمت حصہ اول - دوئم - سوئم

مجلد معہ پلاسٹک کور

صلنے کا پتہ

مدینہ پیشنگ کمپنی - بندر روڈ - کراچی پاکستان

فہرست مضامین اردو ترجمہ مکتوبات و فقر اول حصہ دوم

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
مکتوب نمبر ۴۱:	۲۵	بلو شہ اس کی ذات کی یکیت و بے مثال ہے	۲۷
سنت کی متابعت کی ترغیب اور اس میں		اس پر کوئی حکم نہیں لگ سکتا۔ وہاں حیرت اور نادانی	
میں کہ طریقت و حقیقت شریعت کو مکمل کرنے والی		ہے یقیناً اول بر وحدت سے عبارت ہے تمام	
ہیں اور مقام صدیقیت میں پہنچ کر علوم شرعیہ اور		مکانات میں پایا جاتا ہے۔ جانتا چاہیے کہ اس کی	
علوم صوفیہ میں کوئی مخالفت نہیں رہتی۔	۲۵	ذات تعالیٰ و تقدس علما نے اہل حق کے نزدیک	
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم		بے کیف اور بے مثال ہے۔ اس کے ماسوا پر کچھ	
رب العالمین کے محبوب ہیں، جو چیز اچھی اور		ہے زائد ہے۔	۲۷
مرغوب ہوتی ہے وہ مطلوب و محبوب کو عطا کرتے		مقام صدیقیت میں جو ولایت کا سب سے	
ہیں۔ اسی لیے آپ کی قوت کو مراط مستقیم فرمایا اور		اور نچا مقام ہے علوم باطن کی علوم شرعیہ کے ساتھ	
باقی کو مختلف راستے قرار دیا۔ آپ نے فرمایا بسیرت		پروری طرح مرافقت ہو جاتی ہے۔	۲۷
سیرت محمد کی سیرت ہے۔ نیز آپ نے فرمایا اللہ تر		مقام نبوت مقام صدیقیت سے اوپر ہے	
نے مجھے ادب سکھایا، پس بہت ہی اچھا ادب		نبی کے علوم اور صدیق کے علوم میں وحی اور اہام	
سکھایا۔	۲۶	کا فرق ہے۔	۲۷
مثال کی روشنی میں شریعت، طریقت اور		صدیقیت کے نیچے جتنے بھی مقامات ہیں	
حقیقت کے معنی کا بیان۔ سلوک کے راستے کے		ان میں قدرے سکر موجود ہوتا ہے۔	۲۷
دوران جو خلاف شریعت امور ظاہر ہوتے ہیں وہ		نبی اور صدیق کے علوم میں دوسرا فرق قطعی	
سکر وقت کی بنا پر ہوتے ہیں جب اس مقام سے		اور نفی کا ہے نفس کے طمانہ جو جانے کے باوجود	
گزار کر آگے لاتے ہیں اور مقام صحو میں لاتے ہیں تو		نفس کی صفات باقی رکھنے میں بہت سے فوائد	
وہ مخالفت زائل ہو جاتی ہے صوفیہ کی ایک جماعت		پہنچاں ہیں۔	۲۸
سکر کے باعث احاطہ ذاتی کی قائل ہوتی ہے۔		حدیث رجعتنا من الجہاد الا صغر	
علماء احاطہ علمی کے قائل ہیں۔ علماء کی رائے صواب		الی الجہاد الا کبر۔	۲۸
کے قریب ہے۔	۲۶	ترک اولی کے ارادے سے بھی اس قدر	

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۳۸	ہے جمعیت ظاہری کی بھی ضرورت ہے۔	۳۴	بدترین ہی آدم ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی متابعت کی ترغیب میں۔
۳۹	بہترین مخلوقات بھی انسان ہے اور بدترین مخلوق بھی انسان ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرع انسان میں سے ہیں اور ابوہریرہؓ بھی انسان ہیں سے ہی ہے۔	۳۵	احادیث مدحیہ کا اردو ترجمہ
۳۹	ماہ رمضان المبارک کے فضائل۔	۳۶	لو کہ لہا خلق اللہ سبحانہ المخلوق
۴۱	مکتوب نمبر ۴۶:	۳۶	آج عمل قلیل کو جو دین کی حقیقت کے ساتھ ہے عمل کثیر کی طرح قبول فرماتے ہیں۔
۴۱	اس بیان میں کہ باری تعالیٰ کا وجود اس کی وحدت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت فکر جو کچھ نبی کریم علیہ السلام نے کر آئے سب بدیہی ہے لیکن اس وقت جبکہ قوت مدد کہ باطنی امراض سے محفوظ ہو۔	۳۷	اصحاب کعبہ نے یہ تمام درجات ایک ہی کی معنی ہجرت سے حاصل کیے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر و کار آپ کی متابعت کی برکت سے سزاوارتہ تک پہنچے ہیں۔ اگر ہجرت ظاہری میسر نہ ہو تو ہجرت باطنی ہی کا عمل طریقہ پر حاصل کرنی چاہیے۔ ظاہر اللہ کے بندوں سے دور رہنے کے باوجود رابطہ قلبی کے طور پر ان کے ساتھ رہنا چاہیے۔
۴۱	تفکر و فکر کی طرف وہ محتاجی جو کسی مرض کے باعث ہو بداعت کے مخالفت نہیں۔ ایمان یقینی کے حاصل کرنے میں مرض قلبی کے ازالے کی فکر ضروری ہے۔ تزکیہ کے بغیر یقین کا حامل ہونا مشکل ہے۔ شریعت و ملت کا منکر مصری کے منکھاس کے منکر کی طرح ہے۔	۳۷	مکتوب نمبر ۴۷:
۴۱	سیر و سلوک اور تزکیہ و تصفیہ سے مقصود آفات معنویہ اور امراض قلبیہ کا ازالہ ہے۔	۳۷	اس بیان میں کہ انسان کی جامعیت جس طرح اس کے کمال کا سبب ہے اسی طرح اس کے نقصان کا باعث بھی ہے۔ اور رمضان شریف کے فضائل کے بیان میں۔
۴۲	آفات و امراض کے باوجود اگر ایمان ہے تو صرف ظاہری ہے۔	۳۷	خدا تعالیٰ کے دوست اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ بدن کے ساتھ تعلق بھی حق تعالیٰ کی معیت میں ایک طرح کی رکاوٹ ہے۔ اس کو مٹانے سے جدا ہونے کے بعد قرب ہی قرب اور اتصال ہی اتصال ہے۔
۴۲	مکتوب نمبر ۴۷:	۳۸	آدمی کو جس طرح جمعیت باطنی کی ضرورت
۴۳	گد شتر صدی کے افکار کی شکایت کے بیان		

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
میں جو علیہ ماسئل کر چکے ہیں اور اہل اسلام کو بخوار اور بے اعتبار رکھتے ہیں۔ اور ابتدائے بادشاہت کے وقت ہی ترویج دین کی ترغیب میں۔	۴۵	مکتوب نمبر ۴۸:	۴۵
بادشاہ جہان کے لیے اس طرح بہتیں طرح دل بدن کے لیے۔ بادشاہ کی صلاح اور درستی میں جہان کی درستی اور اس کے خراب ہونے میں جہان کی خرابی ہے۔	۴۶	علماء اور طلبہ علوم کی تنظیم کی ترغیب کے بیان میں۔	۴۵
آج جبکہ بادشاہ اسلام کے تحت نشیں ہوئے کی بشارت خاص دعام کے قانون تک پہنچ چکی ہے سب اہل اسلام پر اس کی مدد و اعانت لازم ہے اور بہترین مدرساں شرعیہ کی وضاحت اور عقائد کلامیہ کا اظہار ہے۔	۴۷	جنت میں داخلہ اور دفع سے نجات شریعت کی بجا آوری سے وابستہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام شائع کی دعوت دی ہے۔	۴۶
اس قسم کی مدد علماء اہل حق کے ساتھ مخصوص ہے۔	۴۸	اعلیٰ ترین نیکی شریعت کی ترویج میں کوشش اور اس کے احکام میں سے کسی کا زندہ اور جاری کرنا ہے۔	۴۷
علمائے دنیا کی صحبت زہر قاتل ہے اور ان کا فساد متعدی ہے۔ گزشتہ صدی میں دین پر جو بلا و مصیبت بھی توئی اس جماعت علماء دنیا کی شہر میں اور بدی سے ہی ٹوٹی۔	۴۹	راہ خدا میں کروڑ ہا روپے خرچ کرنا اتنا ثواب نہیں رکھتا جتنا مسائل شرعیہ میں سے ایک مسئلے کو رواج دینے کا ثواب ہے۔	۴۸
اس زمانہ کے اکثر جملہ مصوفی ترا علماء و سواد کا حکم رکھتے ہیں۔	۵۰	وہ مال جو تائید شریعت میں خرچ کیا جائے بہت اور نجات دہر رکھتا ہے۔ اور اس نیت سے ایک لکھ خرچ کرنا لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔	۴۹
اپنے آپ کو اس بڑی سیاح کی طرف تصور کریں جو موت کی آتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خیر ارادوں میں جانشاں ہوئی۔	۵۱	نفس میں گرفتار طالب علم کی فضیلت نجات یافتہ صوفی پر اور اس پر امتدلال	۵۰
مکتوب الیہ کو ترویج شریعت پر ابھارنا۔	۵۲	دعوت و ارشاد کے لیے مخلوق کی طرف لڑنا لڑنے گئے صوفی کو نبوت کے فیضان سے حصہ ملتا ہے اور وہ بھی علمائے شریعت میں اعلیٰ ہے	۵۱
	۵۳	مکتوب نمبر ۴۹:	۵۲

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۵۱	کرنا ہے۔	۴۷	دو قسم کی دولت جمع کرنے کی ترغیب میں یعنی ظاہر کو احکام شریعہ کے ساتھ آراستہ کرنا اور باطن کو بے غش و بھانہ کی گرفتاری سے آزاد کرنا۔
۵۱	احکام شریعہ میں سے ایک حکم کی بجا آوری خواہشات نفسانی کے شائع میں اپنی طرف سے ہزار سالہ ریاضات و مجاہدات سے بہتر ہے۔	۴۸	مکتوب نمبر ۵۰:
۵۱	برہمنوں اور جوگیوں نے ریاضات کرنے میں کوئی کسر اٹھانیں رکھی لیکن بے فائدہ ہے۔	۴۸	کسی دنیا کی مذمت کے بیان میں
۵۱	علم شرع کے مطابق بطور زکوٰۃ ایک درہم ادا کرنا نفس کی دیرانی میں اپنی طرف سے ہزار دینار صرف کرنے سے بہتر ہے۔	۴۸	اگر کسی نے وصیت کی کہ میرے سرنے کے بعد میرا مال زمانے میں جب قتلہ انسان کو دینا تو وہ ناہ کو دینا چاہیے۔
۵۱	شریعت کے علم کے مطابق عید فطر کے روز کھانا کھانا اپنی طرف سے ہزار سال کے روزوں سے بہتر ہے۔	۴۹	مکتوب نمبر ۵۱:
۵۱	فجر کی دو رکعت نماز باجماعت ادا کرنا اس سے بہتر ہے کہ انسان ساری رات نفل میں گزارے اور نماز بے جماعت ادا کرے	۴۹	ترویج شریعت کی ترغیب میں
۵۱	جب تک نفس پاک نہ ہوا چنے بہتر ہونے کے مایہ نوا ہے آنا و نہیں ہو سکتا۔	۵۰	مکتوب نمبر ۵۲:
۵۲	تزکیہ نفس میں کلمہ طیبہ نافع ترین شے ہے جب نفس سرکشی کے مقام میں اتر آئے تو کلمہ طیبہ کے تکرار سے اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہیے۔	۵۰	نفس امارہ کی مذمت اور اس کے مرض فانی اور اس کے ازالے کے علاج کے بیان میں
۵۲	مکتوب نمبر ۵۳:	۵۰	نفس امارہ کے دعویٰ الوہیت اور شرکت کا بیان اور اس بے سعادت نفس کا شرکت پر راضی نہ ہونا۔
۵۲	اس بیان میں کہ علماء سود کا اختلاف فساد عالم کا موجب ہے۔	۵۰	حدیث قدسی عَادَ نَفْسُکَ الْخَیْرَ
		۵۰	نفس کی پرورش و اصل خدا کے ورثے کی پرورش ہے۔
		۵۰	حدیث قدسی اَلْکِبْرِیَاءُ الْخَیْرَ
		۵۱	دنیا کے ملعون ہونے کا راز
			فقر کو فخر عہدی ہونے کا شرط حاصل ہے۔
			اس کی وجہ انبیاء کی ہشت سے مقصود اور تکالیف شریعہ میں مکت نفس امارہ کو عاجز کرنا اور اسے دیران

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۵۶	اس کی بد بختی میں کسے کلام ہے	۵۳	دیندار علما رحمت ہی قلیل ہیں
۵۶	یزید پر لعنت میں ترقف کی وجہ		نوشتہ صدی میں علماء کا اختلاف جہان کر
	قلب زمان حضرت مخدوم جانیان کی کتابوں	۵۳	بلا و مصیبت میں گزرتا رہ چکا ہے۔
۵۶	کے مطالعہ کی ترغیب ہیں۔		جس طرح جہان کی نجات اور صلاح علم
۵۶	مکتوب نمبر ۵۵:		سے وابستہ ہے، جہان کا فساد بھی انہی سے تعلق
	اپنے بعض دوستوں کے ساتھ اظہار محبت	۵۳	رکھتا ہے۔
۵۶	کے بیان میں		ایک بزرگ نے اہلیس کو فارغ بیجا دیکھا
۵۶	حدیث من احب اخا فلا یعلم ایاہ		قواس کا راز دریافت کیا، اس نے جواب دیا میرا
	اس محبت کے باعث جبرائیل علیہ السلام	۵۳	کام اس وقت کے علماء کر رہے ہیں۔
	والسلام کے اقرباء کے ساتھ پیدا ہو چکی ہے	۵۴	مکتوب نمبر ۵۴:
۵۴	بندہ کو بہت امید تھی آپ کی ہے		اس بیان میں کہ مبتدع کی صحبت سے پن
۵۴	مکتوب نمبر ۵۶:		منزوری ہے، اور بدترین بدعتی فرقہ شیعہ
۵۴	ایک سید صاحب کی سفارش کے سلسلے میں	۵۴	شیعہ ہے۔
۵۸	مکتوب نمبر ۵۷:		بدعتیوں کی صحبت کا فساد کا فرقہ کی صحبت
۵۸	نصیحت کے بیان میں	۵۵	سے زیادہ ہے
	حقیقت اور طریقت حقیقت شریعت		تمام بدعتی فرقوں میں بدترین وہ جماعت
۵۸	عبارت ہے اور اس حقیقت کا راستہ	۵۵	ہے جو اصحاب پیغمبر سے بغض رکھتی ہے
۵۸	مکتوب نمبر ۵۸:		صحابہ کرام سے بغض رکھنے والوں کو اللہ
	اس بیان میں کہ یہ سارا راستہ کل سات قدم	۵۵	تعالیٰ نے قرآن مجید میں کا فر کہا ہے
	ہے۔ اور شاخ نقشبندیہ نے عالم امر سے ابتدا		صحابہ کرام پر اعتراض قرآن و شریعت
	اختیار کی ہے۔ اور ان بزرگوں کا طریقہ صحابہ کرام	۵۵	پر اعتراض ہے
۵۸	کا طریقہ ہے		حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کا مخالف غلام
	ہمارا راستہ صرف سات قدم ہے دو قدم	۵۶	پر تھا۔
	عالم خلق میں اور پانچ عالم امر میں۔ ان سات	۵۶	جذیبہ دولت اصحاب میں سے نہیں ہے

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
	اہل سنت کے مخالف دیدار باری تعالیٰ اور شفاعت کے منکر ہیں۔ یہ لوگ محبت کی فضیلت سے بے خبر ہیں۔ اور اہل بیت رسول علیہ السلام کی محبت سے محروم ہیں	۵۹	قدموں میں سے ہر قدم میں دس ہزار حجابات راستے سے چلتے ہیں۔
۶۲	صحابہ کرام کا ایک پر شفق ہونا، اور انہیں آسمان کے نیچے ایک برکے سے بہتر کوئی شخص نہ ملنا۔	۵۹	ادل قدم میں افعال کی تجلی رونما ہوتی ہے دوسرے میں تجلی صفات اور ہمیشہ قدم میں تجلیاں ثابت کا آغاز ہو جاتا ہے
۶۲	اہل بیت حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہیں، اور صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اور اس راز کا بیان	۵۹	دوسروں کی نہایت ان کی ابتداء میں درج ہے
۶۲	بعض صحابہ کا انکار تمام صحابہ کا انکار ہے پیغمبر علیہ السلام کی صحبت کی فضیلت تمام فضائل سے اوپر ہے۔	۵۹	صحابہ کرام کو خیر البشر علیہ السلام کی پسلی صحبت میں ہی وہ کچھ میسر آگیا جو کامل اولیاء کی نہایت پہنچ کر بھی کم ہی نصیب ہوتا ہے
۶۲	اولیں قرنی ادنیٰ درجہ صحابی کے مرتبہ کر نہیں پہنچ سکے۔	۵۹	ابن مبارک سے لوگوں نے پوچھا معاویہ افضل ہیں یا ابن عبد العزیز؟ آپ نے فرمایا حضور کی معیت میں حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو بخار داخل ہوئی وہ کئی مرتبے عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے۔
۶۲	صحابہ کا ایمان شہودی تھا۔	۶۰	مکتوب نمبر ۵۹:
۶۲	صحابہ کرام کے آپس میں جھگڑے اور اختلافات صحیح ترجیحات پر محمول ہیں اور ان کی غلط اجتہاد کی خطا تھی۔	۶۰	اس بیان میں کہ انسان کے لیے نجات ابدی حاصل کرنے کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور اہل سنت کی اتباع کے بغیر نجات محال ہے۔ اور علم و عمل شریعت سے مستفاد ہیں اور اخلاص کا حصول طریقہ صوفیہ کے طریق پر پہلے سے حاصل ہوتا ہے۔
۶۳	اہل سنت کا طریقہ افراط و تفریط سے محفوظ ہے علم و عمل تو شرع سے مستفاد ہے اور ان دونوں میں اخلاص طریق صوفیہ سے وابستہ ہے۔	۶۰	اگر اہل سنت کی اتباع سے بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔
۶۳	سیرانی اللہ اور سیر فی اللہ کے حصول کے بغیر بندہ حقیقت اخلاص سے دور رہتا ہے یعنی تمام اعمال و اقوال میں اخلاص نصیب نہیں ہوتا۔	۶۱	
۶۳	اولیاء اللہ جو کچھ کہتے ہیں صرف حق میں خدا		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۶۶	مکتوب نمبر ۶۱:	۶۳	کے لیے کرتے ہیں۔
۶۶	شیخ کامل کی صحبت اختیار کرنے اور ناقص کی	۶۴	مخلص اور مخلص کے درمیان فرق
۶۶	صحبت سے اجتناب کرنے کے بیان میں	۶۴	علم صرفیہ سے نفع کا بیان
۶۶	طلب کا ہونا حصول مطلوب کی بشارت دینا	۶۴	مکتوب نمبر ۶۰:
۶۶	دولت طلب کو نعمت عظمیٰ تصور کرتے ہوئے	۶۴	نفی خواطر اور دفع وساوس کے بیان میں
۶۶	ہر مخالف امر سے بچنا چاہیے	۶۴	دفع وساوس طریقہ حضرات نقشبندیہ میں
۶۶	اگر حقیقت التہام میسر نہ ہو تو اس کی صورت	۶۴	مکمل طور پر حاصل ہے
۶۶	کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔	۶۴	بعض مشائخ نے دفع خواطر کے لیے ہلکے
۶۶	شیخ کامل کی فائز نکاح وصول کے بعد تمام ملازمین	۶۴	کی ہے۔
۶۶	اس کے سپرد کر دیے ہیں جس طرح میت غسل کے	۶۴	خواجہ احقر قدس سرہ کے کلام میں خواطر
۶۶	یا تھیں آتا ہے۔	۶۴	سے مراد
۶۶	فناء اول فنا فی الشیخ ہے۔	۶۴	اس سلسلہ کے مخلصوں میں سے ایک مہیش
۶۶	ابتداءً طالب کمال خست اور کینگی کی حالت	۶۴	اپنا مال یوں بیان کرتا ہے کہ بالفرض اگر عمر فرج
۶۶	میں ہوتا ہے جناب قدس خداوندی سے کچھ مناسبت	۶۴	بھی اسے مل جائے تو ساری عمر میں کوئی دوسرا
۶۶	نہیں رکھتا۔ لہذا دو طرف تعلق رکھنے والا واسطہ دینا	۶۴	دل پر سے نہیں گزر سکتا۔ بلکہ دوسرا دل میں لانے
۶۶	میں چاہیے۔ اور وہ واسطہ شیخ کامل کا مل کرنے والا ہے	۶۴	کے لیے اگر سالہا سال تکلف بھی کرے تو نہیں
۶۶	طلب میں جسے زیادہ متورڈ لانے والی چیز ہے	۶۴	آسکتا
۶۶	ہے کہ طالب شیخ ناقص کی طرف رجوع کرے جس نے	۶۴	وساوس کو دس دن یا چالیس دن کے چلنے کے
۶۶	ابھی کام مکمل نہ کیا ہو اور مسند شیخی پر بیٹھ جائے۔	۶۴	ذریعے تکلف روکنے سے مطلوب کی طرف دوام
۶۶	اس کی صحبت نہ ہر قائل ہے۔	۶۴	توجہ محال ہے
۶۶	راستے کا دار و مدار صحبت پر ہے بغفت و شنید	۶۴	عائنی حفاظت جو اس سلسلہ کے بتدیوں کو
۶۶	سے کام نہیں بنتا۔	۶۴	میسر آتی ہے وہ ایک دوسری شے ہے
۶۶	مکتوب نمبر ۶۲:	۶۴	دوام توجہ جسے ہم بیان کر رہے ہیں اس سے
۶۶	اس بیان میں کہ جو جذبہ سلوک سے پہلے	۶۴	مزادداشت ہے جو تہہ کمال کی نہایت ہے۔

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۷۳	افسوس اگر روح اس گرفتاری سے آزاد ہو کر اپنے وطن اصلی کی طرف رجوع نہ کرے۔	۶۸	ہوتا ہے وہ مقاصد میں سے نہیں ہے بلکہ جو جہلہ سلوک کے بعد یہ مقاصد میں سے وہ ہے
۷۳	اگر دنیا میں درد و الم نہ ہوتا تو جو برابر اس کی قیمت نہ ہوتی	۶۹	نہایت کے بذیت میں درج ہونے سے
۷۳	حوادث زمانہ کی تلخی کڑی دوا کی طرح ناشی	۶۹	مکتوب نمبر ۶۳:
۷۳	عام دعوتوں میں لوگ جو کھانا بے غلو ص پکاتے ہیں اور کھانے والوں کا طعام کے متعلق شک و شکایت صاحب طعام کی شکستہ دلی کا سبب بنتا ہے یہی شکستہ دلی طعام کی اس ظلمت کو زائل کر دیتی ہے۔ اور وہ کھانا قبولیت کے مقام میں پہنچ جاتا ہے۔	۶۹	اس بیان میں کہ انبیاء علیہم السلام اصول میں متفق ہیں اور ان کے بعض متفق کلمات کا بیان انبیاء کرام علیہم السلام سراسر رحمت ہیں۔ اگر ان کا وجود شریف نہ ہوتا تو حق سبحانہ و تعالیٰ کو اپنی ذات و صفات سے واقف نہ کرتا۔
۷۳	عبادت تذل اور انکسار کا نام ہے۔	۶۹	یہ بزرگ گروہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات شہر و نشر، ارسال رسل، فرشتہ کے نزول و اجرت و درخ میں اتفاق رکھتا ہے۔ صرف بعض فروع میں مختلف ہے۔
۷۳	پیدائش انسانی سے مقصود اس کی خرابی اور اظہار عجز ہے۔ خاص کر اہل اسلام	۷۰	احکام شرعیہ میں نسخ و تبدیلی حق تعالیٰ کی حکمت اور مصالح میں سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور کفار و بدکار کے سرواڑوں میں فرق
۷۳	مکتوب نمبر ۶۵:	۷۰	مکتوب نمبر ۶۴:
۷۳	اسلام کے کمزور ہونے پر افسوس کرنے اور تقویت اسلام اور اجراء احکام کی ترغیب کے بیان میں۔	۷۱	جسمانی اور روحانی لذت و الم کے بیان میں اور جسمانی آلام و مصائب کے برداشت کرنے کی ترغیب میں۔
۷۳	حدیث الاسلام بدء حقیراً الخ	۷۲	ہر چیز جس میں جسم کے لیے لذت ہے روح کے لیے اس میں الم اور تکلیف ہے۔ و بالعکس
۷۳	اسلام کی بے کسی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کفار اعلانیہ اسلام پر ہتکتہ مینے کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اسلامی احکام کے اجراء سے روک دیا گیا ہے۔	۷۲	اس عالم دنیا میں عوام کا لالچہ نام کی روح بھی جسم کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ افسوس بڑا
۷۳	حدیث میں وارد ہے لن یؤمن احدکم	۷۲	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۵	گھوڑے کی ناک کا بخار عمر بن عبدالعزیز سے کئی مرتبے بہتر ہے	۷۵	حق یقال بھنون
۷۸	حضرت خواجگان کا سلسلہ سلسلۃ الذہب ہے	۷۵	اصحاب کعبہ سے سوائے ہجرت کے اور کوئی نمایاں عمل صادر نہیں ہوا
۷۸	ان بزرگوں کے طریقہ کی فضیلت دوسرے طریقوں پر اس طرح ہے جس طرح صحابہ کرام کے زمانہ کی فضیلت دوسرے زمانوں پر ہے۔	۷۶	قولی جہاد
۷۸	حضرت خواجہ نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمارا کام اللہ کے فضل سے وابستہ ہے۔	۷۶	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کا قول کہ اگر میں پیری مریدی کوئی تو کسی پریر کہ جہان میں مرید نہ ملے لیکن ہمارے ذمہ ایک اور کام لگایا گیا ہے
۷۹	مکتوب نمبر ۶۷ :	۷۶	اور وہ شریعت کی ترویج ہے
۷۹	ایک علاج کی سفارش کے سلسلہ میں	۷۷	حدیث من احب اخا و فلیعلم ایاہ
۷۹	انصارِ حق میں ایک طرح کی تلخی ہوتی ہے	۷۷	مکتوب نمبر ۶۶ :
۷۹	احوال کے کمونیات امکان کے لوازم میں سے ہیں۔ بے چارہ ممکن کبھی ہلال کا مغلوب ہوتا ہے	۷۷	طریقہ نقشبندیہ کی درج اور دوسروں پر اس کی افضلیت کے بیان میں
۷۹	اور کبھی اس پر ہمال کی مکرانی ہوتی ہے	۷۷	حضرت خواجگان کا طریقہ نہایت کے بدایت میں درج ہونے پر مبنی ہے
۷۹	قلب المؤمن بین اصبعین من اصابع الرحمن الخ	۷۷	یہ طریقہ بعینہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے
۸۰	مکتوب نمبر ۶۸ :	۷۷	اصحاب کرام کو خیر البشر علیہ السلام کی اول صحبت میں وہ کچھ میسر آگیا کہ دوسرے اور ان سے امت کو نہایت انہایہ پر پہنچ کر بھی اس کا ایک شمر نصیب ہوتا ہے
۸۰	اس بیان میں کہ قاضی ارباب غنا کر زب دیتی ہے اور استغنا اور باب فقر کو	۷۷	حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاضی صحبت خیر البشر علیہ السلام کے سبب اسیں قرنی سے افضل ہے
۸۰	ایقانست تکلف اور بناوٹ سے بری ہیں	۷۸	بہترین زمانہ اصحاب کرام کا زمانہ ہے
۸۰	التکبر مع التکبر صدقۃ	۷۸	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
۸۰	خواجہ نقشبند کا ایک شخص نے کہا کہ آپ شکریہ ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا کبر رب تعالیٰ کی کبریائی کی دہ سے ہے۔		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۷۵	اس بیان میں کہ نعمت عطا کرنے والے کا شکر نعمت والے پر لازم و ضروری ہے	۸۰	حدیث رجب اشعث
۷۵	اغنیاء پر فقر کی نسبت کئی گنا زیادہ شکر ضروری ہے	۸۱	تقریباً آشنائی سے مقصود اپنے پوشیدہ
۷۵	اس نعمت کے فقراء اغنیاء کی نسبت پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے	۸۱	یہ سب واقفیت اور ان میں مہر و برائیوں کا فہم
۷۵	منعم ثقیانی کا شکر اور تصبیح عقائد اور سنت کی آراء کے مطابق ضروری ہے۔ اور انہی احکام	۸۱	مکتوب نمبر ۶۹:
۷۵	شرعیہ کی بجائے آدمی کی سورت میں اور شافعیہ کی صوفیہ کے طریق کے مطابق تزکیہ نفس کے ساتھ	۸۲	قاصد کے بیان میں جو موجب رشتہ ہے
۷۵	آخری رکن کا وجوب استحضار ہے، مگر پہلے دو ارکان کا وجوب استحضار نہیں۔ رد عمل پر	۸۲	اور اس بیان میں کہ نجات اہل سنت کی تابعت سے وابستہ ہے
۷۵	ان تین طریقوں کے خلاف ہے مصیبت اور نافرمانی میں داخل ہے۔	۸۳	مکتوب نمبر ۷۰:
۷۵	ہندوستان کے برہمنوں اور یونان کے سکھوں کی ریاضتیں کچھ قدر حقیقت نہیں رکھتیں۔	۸۳	اس بیان میں کہ آدمی کی جاہلیت میں طرہ
۷۵	مکتوب نمبر ۷۱:	۸۳	اس کی دوری کا سبب ہے اسی طرح اس کے قرب کا سبب بھی ہے
۷۵	دین کے ساتھ دنیا کا جمع کرنا مشکل ہے	۸۳	حدیث لایسعنی ارضی ولا سماوی
۷۵	از حقیقت یہ کہ دنیا بستر آئے و سلمانی ترک کرنا چاہیے۔ ترک کئی بھی میسر نہ ہو تو ایسا	۸۳	بہترین مہجرات بھی انسان ہے اور بدترین
۷۵	شخص منافق ہے سم نہیں ہے	۸۳	مہجرات بھی وہی ہے
۷۵	مکتوب نمبر ۷۲:	۸۳	اموال نامیدہ اور چرنے والے موشیوں کی
۷۵	دنیا اور اہل دنیا کی خدمت اور عزیزان	۸۳	زکوٰۃ ادا کرنا
۷۵	علم کی تحصیل کی خدمت اور فضائل و کمالات	۸۳	لذیذ کھانا کس نیت سے کھانا درست ہے
		۸۳	اور نفس لباس کس ارادے کے تحت پہنا جائیگا
		۸۳	اگر حقیقت نیت میسر آئے تو تکلف کے ساتھ اس نیت پر اپنے آپ کو لانا چاہیے
		۸۳	حدیث فان لہم تکوا فقیبا کوا
		۸۳	تمام امور میں علمائے دیندار کے فتووں کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہیے
		۸۵	مکتوب نمبر ۷۳:

نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین
۹۱	تعالیٰ کی طرف اس کا نفع نہیں لوٹتا اگر دنیا داروں میں سے کوئی اپنے ماتحت کو کسی کام کا حکم کرے اور کوئی خدمت ڈٹ لگائے تزوہ ماتحت کس قدر پھرتی اور جستی سے وہ خدمت بجالاتا ہے۔ کتنی بری بات ہے کہ رب تعالیٰ کی عظمت اس دنیا دار کی عظمت سے بھی نظر میں کم محسوس ہو۔	۸۸	نئے بچے اور نیک کاموں پر ابھارنے کے بیان میں دنیا فی الحقیقت شکر چڑھا ہوا مرفار اور کیڑوں اور کھیریں سے بھری ہوئی روڑی ہے۔
۹۲	ایسی روش سے شرم کرنی چاہیے	۸۸	حدیث ما الدنیا دالاخوة الا خیرتان وہ علوم جو آخرت میں کام نہیں آئیں گے دنیا میں داخل ہیں
۹۳	از سر نو ایمان کی تجدید کرنی چاہیے	۸۹	علم نجوم، منطق و فلسفہ ارباب کے مناسب علوم کے حاصل کرنے کا حکم
۹۳	ادائے زکوٰۃ کا آسان طریقہ	۸۹	فضول بہامات سے بچنا چاہیے
۹۳	نفس بالذات سخت کجغوس ہے	۹۰	مشائخ نقشبندیہ نے عربیت پر عمل کرنا اختیار کیا ہے اور نصحت سے اجتناب کیا ہے
۹۴	بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں چوری کرکٹ کرنی چاہیے	۹۰	پاؤں دائرہ بہامات سے باہر نہیں رکھنا چاہیے اور محرمات و مشتبہات تک نہیں جانا چاہیے
۹۴	احکام شریعہ علمائے آخرت سے معلوم کرنے چاہئیں۔	۹۰	اس کے برابر اور کون سی عیش ہو سکتی ہے کہ بند سے کارب اس کے اعمال و کردار سے ماضی ہو۔ اور اس سے زیادہ اور کیا برائی ہو سکتی ہے کہ بند سے کا آقا اس کے اعمال سے ناراض ہو۔
۹۴	علمائے دنیا سے جنہوں نے علم کو مال مجاہد کا وسیلہ بنایا ہوا ہے دور رہنا چاہیے	۹۱	والدین کا وجود اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہے
۹۴	مقصود عمل ہے ذکر صرف علم	۹۱	جوانی کے وقت تھوڑے عمل کی وہ قدر قیمت ہے کہ بڑھاپے میں اس سے کئی گنا زیادہ کی بھی وہ قدر و قیمت نہیں
۹۴	حدیث اشہد الناس حذا یا یدم القیۃ اس گروہ کی محبت کا رشتہ ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے	۹۱	وہ عبادت جس کا شرع محمدی نے مکمل دیا ہے اور اس سے مقصود بھی بندوں ہی کا نفع ہے۔ حق
۹۵	مکتوب نمبر ۷۴ : قرار کی محبت پر ابھارنے اور اتباع شریعت کی ضیعت کے بیان میں		
۹۶	لا نھم جلساء اللہ الا		
۹۶	کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستغفر		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۰۱	انکسار العاصین احب الی من صولة المطيعین	۹۶	قال صلى الله عليه وسلم ربنا اشعث الخ
۱۰۱	حرام سے بچنا دو قسم ہے۔ ایک قسم حقوق اللہ سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری قسم حقوق العباد سے	۹۷	ان لزللة الساعة شيء عظيم
۱۰۱	حدیث من كانت له مظلمة لاجیه	۹۷	وہاں روزِ کرم پر سند الخ
۱۰۱	من عرضة الخ	۹۷	دینا رب تعالیٰ کو ناپسند ہے اور بے قدر
۱۰۲	حدیث لا يزال طائفة من اُمّتی و	۹۸	مکتوب نمبر ۷۵:
۱۰۳	ظاکھرا میں الخ	۹۸	سید کرمین کی متابعت پر ابھارنے کے بیان
۱۰۳	مکتوب نمبر ۷۷:	۹۸	یہ۔ اولاً تصحیح عقائد کی صورت میں، دوم احکام
۱۰۳	اس بیان میں کہ بے کیف اور بے مثال خدا تعالیٰ کی عبادت کب میسر آتی ہے۔	۹۸	شرعیہ اور علمِ حلال، حرام، فرض و واجب اور سنت
۱۰۳	وہ عبادت جو رغبت و خوف کے تحت ہے فی الحقیقت اپنی عبادت ہے	۹۸	کے حاصل کرنے کے ساتھ۔ اس کے بعد عالمِ قدس
۱۰۳	ولایت میں روحِ حق تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے۔	۹۸	کی طرف پر وارِ نصیب ہو سکتی ہے
۱۰۳	اور نبوت کے ساتھ نیچے لاتے ہیں۔ اور اس کمال کو خلق کی طرف توجہ کے ساتھ جمع کر دیتے ہیں	۹۸	قبلہ ترجمہ متعدد نہیں ہونا چاہیے
۱۰۳	بعض نے کہا ہے نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے	۹۹	مکتوب نمبر ۷۶:
۱۰۳	ہر چیز غیر کی شریعت اس کی نبوت کے مناسب ہوتی ہے	۹۹	اس بیان میں کہ ترقیِ تقویٰ سے وابستہ ہے
۱۰۳	سوال و جواب	۹۹	اور فضیلِ بہامات کے ترک پر ابھارنے اور اس
۱۰۵	مکتوب نمبر ۷۸:	۹۹	بیان میں کہ حرام سے بچنا دو قسم ہے
۱۰۵	مسافر و وطن اور سریرِ آفاقی اور نفسی کے بیان میں اور اس بیان میں کہ اس دولت کا حصول سدا	۹۹	دارِ نجات و دہ باقرن پر ہے: افام کو بجالانا
		۹۹	اور ممنوعات سے بچنا۔ اور درع کا بیان
		۹۹	فرستے پر انسان کی نفسیت کا سبب
		۹۹	بہامات میں کھلی آزادی شہتمات تک اور شہِ حرام
		۹۹	تک پہنچا دیتا ہے پس کمالِ درجہ و تقویٰ کے حصول
		۹۹	کے لیے بہامات میں بھی بقدر ضرورت پراکتفا کرنا
		۱۰۰	چاہیے۔
		۱۰۰	حرام سے اجتناب کو لازم جانتے ہوئے فضول
		۱۰۰	بہامات کا دائرہ بھی تنگ رکھنا چاہیے

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۰۸	کا خلاصہ ہے	۱۰۵	شریعت کی اتباع سے وابستہ ہے
	اس شریعت کی تصدیق اور اس کے اعمال کی	۱۰۵	حب الوطن من الایمان نفوذ دیتے ہیں
۱۰۹	بجاء آوری تمام گزشتہ شریعتوں کی تصدیق ہے	۱۰۵	سفر در وطن اسول تقبند یہ میں سے ہے
	آں سرور علیہ السلام کا انکار تمام کمالات کا		ایک جماعت کو اگر چاہتے ہیں تو مجذوب
	انکار ہے۔ اور آپ کی تصدیق تمام کمالات کی		ساگ بنا رہتے ہیں اور بیرونی سیر میں ڈال
۱۰۹	تصدیق ہے		دینے ہیں اور اس سیر کے مکمل ہونے کے بعد
۱۰۹	آں سرور علیہ السلام کا منکر ہے بدتر ہے	۱۰۶	سیر انفسی کی طرف لاتے ہیں
۱۱۰	مکتوب نمبر ۸:		اس دولت تک وصول پیدا دینے میں آخرین
	اس بیان میں کہ تشریف فرما میں ناجی مسرت	۱۰۶	کی اتباع سے وابستہ ہے
۱۱۰	اہل سنت و جماعت ہیں		شریعت کی مخالفت کے باوجود بالفرض
	فرقہ ناجیہ کی تیز کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ		اگر حوالہ دیا جائے حاصل ہوں تو وہ استدراج
	و سلم نے یہ بیان فرمایا الذین ہمہ علی ما انا	۱۰۶	میں داخل ہے۔
۱۱۰	علیہ و احصائی	۱۰۶	مطابق حدیث جَدِّ دُوا اِیْمَا کُنْکُمُ الْخَیْرُ
	اپنے ذکر کے ساتھ صحابہ کرام کا ذکر آپ نے	۱۰۶	حدیث، هَلْکَ الْمُسَوِّفُونَ
	اس لیے کیا تاکہ واضح ہو کہ حضور کا طریقہ وہی ہے		جب تک ایک بالی برابر بھی شریعت کی
	جو صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ اور نجات ان کی اتباع	۱۰۶	مخالفت کی راہ کھلی رہے خطرہ موجود ہے۔
۱۱۰	کے ساتھ وابستہ ہے اور بس		اہل انشیراء عترت من حضور صابان و یرایان
	رسول کی اطاعت عین حق تعالیٰ کی اطاعت		میں پیری مریدی کا تعلق جو ہرگز نہیں ہونا چاہیے
	ہے اور رسول کی نافرمانی عین خدا تعالیٰ کی نافرمانی	۱۰۶	اور اسے زہر قاتل جانتا چاہیے
۱۱۰	ہے۔	۱۰۶	مکتوب نمبر ۷۹:
	جس جماعت نے خدا کی اطاعت کو رسول کی		اس بیان میں کہ یہ شریعت تمام پہلی شریعتوں
	اطاعت کے خلاف تصور کیا ہے ان کے حق میں وارد	۱۰۶	کی جامع ہے۔
۱۱۰	ہے مَحْرُومٌ دُونَ اَنْ یُّقَرَّرَ قَوَابِلُ اَللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ	۱۰۸	قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے
	آں سرور علیہ السلام کی اطاعت کا دعویٰ کرنا		آں سرور علیہ السلام کی شریعت تمام پہلی شریعتوں

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۱۵	اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی	۱۱۱	اور صحابہ کی اتباع کی مخالفت کرنا، ایسا دعویٰ بالکل باطل ہے
۱۱۵	حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے ابتدائیں بیعت کرنے میں توقف کی وجہ	۱۱۱	اس میں شک نہیں صحابہ کرام کی اتباع کرنا ضروری ہے
۱۱۵	صحابہ کرام کے درمیان واقع ہونے والے اختلافات خواہش نفسانی کے تحت نہیں تھے بلکہ وہ اجتماع پر مبنی تھے۔	۱۱۱	شیعہ اور خوارج اتباع صحابہ سے محروم ہیں
۱۱۵	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۱۱۱	فرقہ معترکہ کا مذہب نیا ایجاد شدہ مذہب ہے
۱۱۶	مکتوب نمبر ۸۱:	۱۱۱	صحابہ کرام پر نکتہ صیغی نبی کریم علیہ السلام پر نکتہ صیغی ہے۔ شرعی احکام جو قرآن و حدیث کے راستے ہم تک پہنچے ہیں صحابہ کرام کے واسطے سے پہنچے ہیں۔ اگر وہ ملعون ہیں قرآن کی نقل کی ہوئی چیز بھی ملعون ہوگی۔
۱۱۶	ترویج اسلام کی ترغیب اور اسلام اور مسلمانوں کے ضعف و بے کسی کے بیان میں	۱۱۲	صحابہ کرام پر نکتہ صیغی کرنے والوں کی طرف سے سوال اور اس کا جواب
۱۱۶	گائے کی قربانی ہندوستان میں اسلام کے	۱۱۲	اسلام اللہ کی ذات میں تفسیر کا احتمال ماننا
۱۱۶	اعظم شعائریں سے ہے	۱۱۳	کم عقلی ہے
۱۱۶	مکتوب نمبر ۸۲:	۱۱۳	وہ عزت و توقیر جو بغیر علیہ السلام اصحاب شاکہ کی کرتے تھے اس کا جواب یہ لوگ کیا دیں گے
۱۱۸	اس بیان میں کہ دل کی سلامتی خدا تعالیٰ کے ہاں کے نسیان کے بغیر ممکن نہیں	۱۱۳	قرآن مجید حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمع فرمایا ہے۔
۱۱۸	مکتوب نمبر ۸۳:	۱۱۳	ایک شخص کا شیعہ مجتہد سے سوال کرنا اور اس کا جواب
۱۱۸	شریعت و حقیقت کے ذریعے جمعیت ظاہر و باطن کے جمع کرنے کی ترغیب کے بیان میں	۱۱۳	حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے دن تینتیس ہزار صحابہ کرام مدینہ منورہ میں موجود تھے اور ان میں سے بڑا اور بخت حضرت صدیق
۱۱۸	مکتوب نمبر ۸۴:		
۱۱۸	اس بیان میں کہ شریعت و حقیقت ایک دوسرے کا مین ہیں الخ		
۱۱۸	مقصود بات یہ ہے کہ شریعت و حقیقت ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ فرق اجمال و تفصیل کا ہے۔		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۲۳	اس بیان میں کہ یہ کس قدر عظیم نعمت ہے کہ بندے کے بال ایمان اور نیکی کی حالت میں سید ہوں اور جہان میں غوث ک غالب پائے اور برحقا میں امید کر	۱۱۹	حق الیقین کی حقیقت تک صول کی علامت الخ
۱۲۳	حدیث من شاب شیبۃ فی الاسلام	۱۱۹	علم و عمل میں شریعت کے خلاف جس سے بھی کوئی بات صادر ہو سکر کے باعث ہے۔
۱۲۳	غض اللہ	۱۱۹	بعض مشائخ کی عبارت میں واقع ہے کہ شریعت حقیقت کا پرست ہے الخ
۱۲۴	مکتوب نمبر ۸۹:	۱۲۰	ایک سائل نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ میر و سلوک سے کیا مقصود ہے؟ اس کا جواب
۱۲۴	ما تم پرسی میں	۱۲۰	مکتوب نمبر ۸۵:
۱۲۴	انسان کے لیے مطابق حکم کلی فسخ اعتقاد الموت موت سے چارہ نہیں	۱۲۰	اعمال صالحہ کے بجالانے کی ترغیب کے بیان میں
۱۲۵	حدیث المیت کا لغزریق التغوث	۱۲۰	آدمی کے ایسے جس طرح درستی عقیدہ ضروری ہے اعمال صالحہ کی بجا آوری بھی ضروری ہے۔
۱۲۵	دوسروں کی موت سے عبرت پکڑنی چاہیے	۱۲۰	جامع ترین عبادت نماز ہے
۱۲۵	دنیوی ساز و سامان کی اگر کچھ بھی قیمت ہوتی تو کفار بد کردار کو ایک بال برابر بھی نہ ملتا۔	۱۲۱	حدیث عبادۃ فی المہوج کہ ہجوۃ الی
۱۲۵	مکتوب نمبر ۹۰:	۱۲۱	دولت و نعمت والوں کی صحبت نہ تر قائل الخ
۱۲۶	اس امر کی ترغیب میں کہ کلینۃ حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ آج اس دولت کا حصول اس بلند مرتبہ طبقہ نقشبندیہ کی توجہ سے وابستہ ہے	۱۲۲	حدیث من قواضم لغنی لغناۃ الخ
۱۲۶	ان بزرگوں کے طریقہ میں نہایت ہدایت میں رہنا چاہیے	۱۲۲	مکتوب نمبر ۸۶:
۱۲۶	مکتوب ۹۱:	۱۲۳	دل کو ماسوائے حق تبارک و تعالیٰ سے سالم و محفوظ رکھنے کے بیان میں
۱۲۶	اس بیان میں کہ تبصیح عقائد اور اعمال صالحہ کی بجا آوری عالم قدس کی طرف پرواز کرنے کے دو پیر ہیں۔	۱۲۳	مکتوب نمبر ۸۷:
۱۲۶	اعمال صالحہ سے مقصود تو یہ نہیں ہے۔	۱۲۳	اس بیان میں کہ یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ خدا انسانی کے دوست کسی کو قبول کر لیں۔
۱۲۶		۱۲۳	ہم قوم لا یشق جلیسہم الخ
۱۲۶		۱۲۳	مکتوب نمبر ۸۸:

نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین
	وسعت قلب کے بارے میں ارباب فکر کی غلطی کا منشا	۱۲۷	مکتوب نمبر ۹۲:
۱۳۱	یہ قول بھی غلطی کے باعث ہے کہ محمدی جمع اللہ کی جمع سے زیادہ جامع ہے	۱۲۷	اس بیان میں کہ اطمینان قلب ذکر سے ہونا ہے، استدلال سے نہیں ہونا
۱۳۱	معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ سکر میں سے ہے وہ مقام نبوت میں سے ہے	۱۲۷	ذکر سے خدا تعالیٰ کے ساتھ مناسبت پیدا کی جاتی ہے۔ اگرچہ کچھ بھی مناسبت نہیں
۱۳۲	بازید بسطامی کے پیروکار سکر کو مصوٰفہ فیضیت دیتے ہیں۔ چنانچہ شیخ بسطام فرماتے ہیں لواٹی ارض من لواء محمد۔	۱۲۸	مکتوب نمبر ۹۳:
۱۳۲	اس فقیر کے نزدیک اس طرح کی باتیں دودار کار ہیں۔	۱۲۸	اس بیان میں کہ ہر وقت ذکر الہی میں مشغول رہنا چاہیے
۱۳۲	نبوت ہمہ صورت ولایت سے افضل ہے	۱۲۸	مکتوب نمبر ۹۴:
۱۳۲	علوم شرعیہ سراسر صحویں۔ اور جو کچھ بھی ان کے خلاف ہے سکر میں داخل ہے	۱۲۸	اس بیان میں کہ بندے پر تصبیح عقائد اور اعمال صالحہ کی بجا آوری لازم ہے
۱۳۲	معنی حدیث لا یسعی ارضی لاسمائی	۱۲۹	مکتوب نمبر ۹۵:
۱۳۲	مکتوب نمبر ۹۶:		اس بیان میں کہ انسان ایک جامع نسوٰہ ہے اور اس کا قلب بھی اسی جامعیت پر پیدا ہوا ہے اور بعض مشائخ کے اقوال جو مصوٰفہ قلب کے بارے میں واقع ہوئے ہیں حالت سکر میں واقع ہوئے ہیں اور ان کی مناسبت تو جیسا۔ اور یہ کہ مصوٰفہ سکر سے افضل ہے۔
۱۳۳	نیک کام میں تاخیر اور ڈال مٹول سے منع اور زجر اور متابعت شریعت پر ابھارنے کے بیان میں۔	۱۲۹	حدیث ان الله خلق آدم علی صوۃ بعض مشائخ کا قول کہ اگر عرض کو عارف کے دل کے ایک کونے میں ڈال دیا جائے تو اس کا کچھ پتہ نہ چلے گا۔ کیونکہ الخ
۱۳۳	حرام اور مشتبہ امور سے اجتناب کرنا چاہیے	۱۳۰	لیکن مشائخ میں سے ارباب مصوٰفہ جانتے ہیں کہ یہ حکم سکر پر مبنی ہے۔
۱۳۳	نصاب مکمل ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے		
۱۳۳	جوانی میں قصور سے عمل کو زیادہ عمل کی طرح قبول فرماتے ہیں	۱۳۱	

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۴۴	مبتدی اور منتہی مرجع برائے دعوت میں فرق	۱۴۴	آج شیطان خدا کے حضور کم کے نزدیک مبتلا کر کے ہدایت اور رصاصی میں ڈالتا ہے۔
۱۴۵	نظام دعوت کی قیمن میں شائع کے اقوال	۱۴۵	دنیا کا گھر آزمائش کا مقام ہے۔ بیان پر
۱۴۵	حدیث تنام عینای دلائنام قلبی الخ	۱۴۵	دوست و دشمن غلط ملطین۔ روز قیامت الخ
۱۴۵	حدیث لی مع اللہ وقت الخ	۱۴۵	مکتوب نمبر ۹۷ :
۱۴۶	مکتوب نمبر ۱۰۰ :	۱۴۵	اس بیان میں کہ عبادات شریعت سے مقصود یقین کا حاصل کرنا ہے
۱۴۶	شیخ عبدالبکیر یعنی کے قول کہ خدا تعالیٰ	۱۴۶	فنا اور بقا سے یقین ہی مقصود ہے معنی
۱۴۶	غیب کا عالم نہیں پر سوال اور اس کا جواب	۱۴۶	فنا اور بقا میں ابراہیم بن شیبان کا قول
۱۴۷	ہمیں کلام محمدی درکار ہے الخ	۱۴۷	مکتوب نمبر ۹۸ :
۱۴۷	خدا تعالیٰ سے غیب کی نفی کرنا فی الحقیقت	۱۴۷	احادیث شریفہ لاکر ترمی کی ترغیب اور
۱۴۷	رب تعالیٰ کے حکم کی تکذیب ہے	۱۴۷	سختی سے روکنے کے بیان میں
۱۴۷	منصور اگر انا الحقی اور سبطامی سبحانی کا	۱۴۷	دنیا کی بقا چند روز ہے۔ اور آخرت کا
۱۴۷	غلبات اسوا میں نعرہ لگائیں تو معذوریں	۱۴۷	عذاب شدید ہے۔
۱۴۷	اگر اس کلام کے منکلم نے خلق کی ملامت اور	۱۴۷	غیر صادق علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ہے
۱۴۷	ان سے نفرت مراد لی ہے تو بھی قبیح ہے	۱۴۷	نفس الامر کے عین مطابق سے۔ لاف و گداز
۱۴۸	شیخ عبدالبکیر یعنی کے قول کی توجیہ اول	۱۴۷	نہیں ہے
۱۴۸	دوسری توجیہ اور اس پر دو اشکال کا وارو	۱۴۷	خواب غرغوش میں گب تک
۱۴۸	کرنا۔	۱۴۷	مکتوب نمبر ۹۹ :
۱۴۸	تیسری توجیہ اور اس پر اعتراض	۱۴۷	ایک استفسار کے جواب میں۔
۱۴۹	مکتوب نمبر ۱۰۱ :	۱۴۷	جواب اشکال کے لیے تنید مقدمہ
۱۴۹	اس جماعت کے رویں جو کمالوں کو نقص	۱۴۷	حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس جوہر نورانی کو
۱۴۹	تصور کرتے ہیں۔	۱۴۷	اس تاریک پیکر کے ساتھ جمع کر دیا ہے
۱۴۹	بسا اوقات جاہل نفس مطمئنہ کو نفس امامہ	۱۴۷	جب تک نفس و روح کا اجتماع موجود ہے
۱۴۹	خیال کر کے اس پر الخ	۱۴۷	

نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین
۱۵۳	کر کے حالت کا حکم دیا ہے	۱۴۹	کفار انبیاء کو دوسرے انسانوں کی طرح جان کر ان کے کمالات کے منکر ہوئے ہیں
۱۵۳	بہر حال قنینہ کی روایات سودی قرض کی حالت کو ظاہر کرتی ہیں	۱۵۰	مکتوب نمبر ۱۰۲:
۱۵۳	مکتوب نمبر ۱۰۳:		اس بیان میں کہ سودی قرض میں اصل اور سود دونوں حرام ہو جاتے ہیں۔ صرف سود حرام نہیں۔
۱۵۳	عاقبت کے معنی کے بیان میں	۱۵۰	کتب فقہ کی طرف رجوع کرنے کے بعد ظاہر ہوا کہ ہر عقد جس میں زیادتی ہے اس میں یا بھی ہے۔
۱۵۳	مکتوب نمبر ۱۰۴:		سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے
۱۵۴	انتم پر سی کے بیان میں	۱۵۰	قنینہ کی بہت سی روایات اعتماد کے لائق نہیں ہیں۔
۱۵۴	بیان رہنے کے لیے نہیں لایا گیا بلکہ کام کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔ لہذا کام کرنا چاہیے	۱۵۱	اور اگر محتاج سے عاثر یا جائے
۱۵۴	الموت جسٹریو وصل الحبیب الی الحبیب	۱۵۱	عموم احتیاج کو تسلیم کرتے ہوئے میں کہتا ہوں الخ
۱۵۴	مردوں کی دعاء استغفار اور صدقہ کے ذریعہ مدد کریں	۱۵۱	میت کے ترکے میں میت کی محتاجی کو کف میں مختصر کیا ہے۔
۱۵۴	حدیث ما البیت فی القبر الخ	۱۵۱	ایصال ثواب کے طور پر کھانا پکانے کو احتیاجی میں داخل نہیں کیا۔
۱۵۵	مکتوب نمبر ۱۰۵:		حلال کو حلال جاننا اور حرام کو حرام جاننا حلال و حرام میں قطعی ہے۔
۱۵۵	اس بیان میں کہ مریض جب تک مرض سے نجات نہ پائے اسے کوئی غذا فائدہ نہیں دیتی	۱۵۲	اہل ورع رخصت کی اجازت نہیں دیتے
۱۵۵	آدمی جب تک مرض قلبی میں مبتلا ہے کوئی عبادت اسے نفع نہیں دیتی، بلکہ مضر پڑتی ہے	۱۵۲	بلکہ عربیت کی تاکید کرتے ہیں
۱۵۵	حدیث رُبَّ تَالِ الْقَسْرِ اَنْ اَلْخ		لاہور کے مفتیوں نے احتیاج کا دخل تسلیم ہے الخ۔
۱۵۶	حدیث رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَہُ الْخ		
۱۵۶	مرض قلبی غیر حق کے ساتھ گرفتاری کا نام ہے ہر شخص جو کچھ چاہتا ہے اپنے لیے چاہتا ہے الخ۔		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۵۸	خدا تعالیٰ نے حضرت کلیم کے بارے میں یوں خبر دی لَقَدْ آتَيْنَا الْإِمْرَءَ اٰیٰۤا وَاٰلَہٗٓہٗٓہٗٓہٗ سے پہلے مقدم ہوا یا متاخر ہر وقت غور و خوارق ہوتا ہے۔	۱۵۶	مکتوب نمبر ۱۰۶: اس بیان میں کہ اس گروہ کی محبت خدا تعالیٰ کی اہل نعمتوں میں سے ہے۔
۱۵۹	دوسرا سوال: کشت میں انقاء شیطانی کا دخل ہو سکتا ہے یا نہیں الخ	۱۵۶	شیخ الاسلام ہر دی فرماتے ہیں اس گروہ سے بغض رکھنا نہ ہر قاتل ہے
۱۵۹	دوسرے سوال کا تفصیلی جواب	۱۵۷	شیخ الاسلام ہر دی فرماتے ہیں: "الہی! تو مجھے بڑا دکھنا چاہتا ہے اسے ہم سے ابھار دیتا ہے۔"
۱۵۹	کوئی بھی انقاء شیطانی سے محفوظ نہیں لیکن انبیاء کو اس انقاء پر تنبیہ کر دیا جاتا ہے۔ اولیاء کے لیے یہ لازم نہیں۔ دلی نبی کے خلاف جو کچھ پائے گا اسے رد کر دیا جائے گا۔	۱۵۷	مکتوب نمبر ۱۰۷: سوالات و جوابات ہیں۔
۱۵۹	غلط کشت انقاء شیطانی میں ہی منحصر نہیں الخ علماء کا اعتقاد مذہب یہ ہے کہ شیطان غیر البشر علیہ السلام کی صورت نہیں بن سکتا۔	۱۵۷	چھٹا سوال: اس کا کیا سبب ہے کہ اولیاء متقدمین سے کرامات کا صدور کثرت سے ہوا۔
۱۶۰	تیسرا سوال: جب کرامات کا تصرف اور تاثیرات کا استدراج دیکھنے میں برابر معلوم ہونے ہیں تو مبتدی الخ	۱۵۷	مخلاف اس زمانہ کے بزرگوں کے؟
۱۶۰	اس سوال کا جواب پرری تفصیل سے	۱۵۷	جواب: اگر اس سوال سے مقصود الخ
۱۶۰	تحقیق باخلاق اللہ کے معنی کا تفصیلی بیان الخ	۱۵۷	خوارق نہ قرار کان ولایت میں سے ہیں الخ
۱۶۱	خوارق و کرامات زندہ کرنے اور مارنے میں منحصر نہیں ہیں۔	۱۵۷	خوارق کی کثرت فیضیت پر دلالت نہیں کرتی۔
۱۶۲	علوم الہامیہ کی صحت کی علامت	۱۵۸	ہر سکتا ہے کہ دلی اقرب سے کرامات کا صدور کم ہو
۱۶۲	حضرت خواجہ باقی باللہ کا قول حضرت امام ربانی مجدد العارف ثانی کے علوم سب صحیح ہیں۔	۱۵۸	وہ خوارق جن کا صدور اولیاء و اہل امامت سے ہوا الخ
		۱۵۸	ظہور خوارق پر نظر کرتا ناظر ہی ہے
		۱۵۸	نبوت و ولایت کے فیوض کے لائق الخ
		۱۵۸	اکثر متقدمین سے ساری عمر میں صرف پانچ چھ کرامات سے زیادہ کا صدور نہیں ہوا

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۶۲	ہر رات کے ساتھ ایک غریبی ہو گئی ہوئی ہے	۱۶۲	ہر رات کے ساتھ ایک غریبی ہو گئی ہوئی ہے
۱۶۳	مکتوب نمبر ۱۰۸:	۱۶۳	مکتوب نمبر ۱۰۸:
۱۶۳	اس بیان میں کہ نبوت ولایت سے فہم ہے	۱۶۳	اس بیان میں کہ نبوت ولایت سے فہم ہے
۱۶۴	مکتوب نمبر ۱۰۹:	۱۶۴	مکتوب نمبر ۱۰۹:
۱۶۴	سلامتی قلب اور اس کے ماسوائے تر تعالیٰ	۱۶۴	سلامتی قلب اور اس کے ماسوائے تر تعالیٰ
۱۶۴	کو بھلا دینے کے بیان میں	۱۶۴	کو بھلا دینے کے بیان میں
۱۶۴	اہل اللہ امراض قلبیہ کے اطباء ہیں	۱۶۴	اہل اللہ امراض قلبیہ کے اطباء ہیں
۱۶۴	ہم قوم کلا یشتقی جلیس ہم	۱۶۴	ہم قوم کلا یشتقی جلیس ہم
۱۶۴	ہم جلساء اللہ	۱۶۴	ہم جلساء اللہ
۱۶۴	بھرمی مطلق دن و بھرمی برزقون	۱۶۴	بھرمی مطلق دن و بھرمی برزقون
۱۶۴	باطنی امراض میں سے بڑا مرض غیر حق تعالیٰ	۱۶۴	باطنی امراض میں سے بڑا مرض غیر حق تعالیٰ
۱۶۴	کے ساتھ دل کی گرفتاری ہے	۱۶۴	کے ساتھ دل کی گرفتاری ہے
۱۶۴	غیر حق کی محبت کا غالب ہونا نہایت ہیجانی	۱۶۴	غیر حق کی محبت کا غالب ہونا نہایت ہیجانی
۱۶۴	کی بات ہے۔	۱۶۴	کی بات ہے۔
۱۶۴	الحیاء شجۃ من الایمان سے مراد	۱۶۴	الحیاء شجۃ من الایمان سے مراد
۱۶۴	دل کے غیر حق سے گرفتاری سے آنادی کی	۱۶۴	دل کے غیر حق سے گرفتاری سے آنادی کی
۱۶۴	علامت الخ	۱۶۴	علامت الخ
۱۶۴	مکتوب نمبر ۱۱۰:	۱۶۴	مکتوب نمبر ۱۱۰:
۱۶۴	اس بیان میں کہ پیدائش انسانی سے مقصود	۱۶۴	اس بیان میں کہ پیدائش انسانی سے مقصود
۱۶۴	وفاقت بندگی کا ادا کرنا ہے الخ	۱۶۴	وفاقت بندگی کا ادا کرنا ہے الخ
۱۶۴	الدنیا ملعونۃ و ملعون ما فیہا الا	۱۶۴	الدنیا ملعونۃ و ملعون ما فیہا الا
۱۶۴	ذکر اللہ الخ	۱۶۴	ذکر اللہ الخ
۱۶۴	مکتوب نمبر ۱۱۱:	۱۶۴	مکتوب نمبر ۱۱۱:
۱۶۴	اس بیان میں کہ توحید دل کا غیر حق سے نہایت	۱۶۴	اس بیان میں کہ توحید دل کا غیر حق سے نہایت

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۴۳	مکتوب نمبر ۱۱۹:	۱۴۱	مکتوب نمبر ۱۱۵:
۱۴۴	شیخ نقیہ کی صحبت کی ترغیب کے بیان میں	۱۴۱	اس بیان میں کہ یہ راستہ صرف سات قدم ہے
۱۴۴	حدیث لی یؤمن احدک حتی یقال انه یحیون	۱۴۱	دو عالم خلق میں اور پانچ عالم اس میں
۱۴۴	بھجوں	۱۴۱	مکتوب نمبر ۱۱۶:
۱۴۴	اس گروہ کی جمعیت عام لوگوں کی جمعیت کے	۱۴۱	اس بیان میں کہ دل کی سلامتی ماسوائے حق
۱۴۴	الگ ہے۔	۱۴۱	کو بھلائے پر موقوف ہے
۱۴۵	مشائخ طریقت نے طریقہ تمام ہونے سے	۱۴۲	دولت مندوں کی صدر نشینی سے درویشوں
۱۴۵	پتہ بھی بعض سریدوں کو تعلیم طریقت کی اجازت	۱۴۲	کی جا رہی ہے
۱۴۵	دی ہے	۱۴۲	ساری ہمت اس پر مرکوز کرنی چاہیے کہ
۱۴۶	مکتوب نمبر ۱۲۰:	۱۴۲	یہ چند روزہ زندگی فقر و نامرادی میں گزرے
۱۴۶	ارباب جمعیت کی صحبت کی ترغیب کے	۱۴۳	مکتوب نمبر ۱۱۷:
۱۴۶	بیان میں	۱۴۳	اس بیان میں کہ ابتدا میں قلب جس کے
۱۴۶	بیان فضیلت صحبت -	۱۴۳	تابع ہوتا ہے
۱۴۸	مکتوب نمبر ۱۲۱:	۱۴۳	من لم یملک عینہ فلیس القلب عندہ
۱۴۸	اس بیان میں کہ یہ راستہ سات قدم ہے	۱۴۳	استہارہ پنج کر قلب جس کے تابع نہیں رہتا
۱۴۸	مکتوب نمبر ۱۲۲:	۱۴۳	مشائخ طریقت نے بتندی اور متوسلہ کے
۱۴۸	بلند ہمتی کی ترغیب اور جو کچھ ہاتھ میں آجائے	۱۴۳	یہ شیخ کمال کی صحبت سے جدا ہونے کو جائز
۱۴۸	اس کی طرف توجہ نہ کرنے کے بیان میں	۱۴۳	نہیں رکھا۔
۱۴۹	واقعات پر چنداں اعتبار نہ کریں بتا دیں گا	۱۴۳	ناجنس کی صحبت سے اجتناب سخت
۱۴۹	میدان بڑا وسیع ہے	۱۴۳	ضروری ہے۔
۱۴۹	خواب و خیال سے ہرگز معذور نہ ہوں۔	۱۴۳	مکتوب نمبر ۱۱۸:
۱۴۹	وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ	۱۴۳	اس جماعت کے خسارہ کے بیان میں جو اہل
۱۸۰	عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔	۱۴۳	اللہ پر اعتراض کرتے ہیں۔
		۱۴۳	خواجہ عبداللہ انصاری فرماتے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اُردو ترجمہ

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

جلد اول — حصہ دوم

مکتوب نمبر (۴۱)

شیخ درویش کے نام صادر فرمایا:

بند مرتبہ سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والقیۃ کی متابعت کی ترغیب کے بیان میں اور اس امر کے بیان میں کہ طریقت و تحقیق شریعت کو مکمل کرنے والی ہیں۔ نیز اس امر کے بیان میں کہ علوم شرعیہ اور صوفیہ کے اُن علوم کے درمیان جو مقام صدیقیت میں حودات کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے، فائز اور وارد ہوتے ہیں آپس میں بالکل مخالفت نہیں ہیں۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ ظاہر و باطن کو بند مرتبہ سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التبعیہ یطین حضور نبی کریم اور آپ کی بزرگ اولاد علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے آراستہ اور مزین فرمائے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رب العالمین کے محبوب ہیں۔ جو چیز پسندیدہ اور مرغوب ہے وہ مطلوب اور محبوب کے لیے ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے:

إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ
یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم خلق عظیم کے مالک ہو
نیز اللہ تعالیٰ اور تقدس فرماتا ہے:

إِنَّكَ لَكَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
اے نبی! آپ رسولوں میں سے ہیں اور سید
راستے پر قائم ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے:

إِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ
کَا تَبِعُوا وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ
بیشک یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی کی
پیروی کرو۔ اس کے علاوہ دوسرے مختلف
راستے اختیار نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو صراط مستقیم فرمایا۔ آپ کی امت کے
سوا دوسرے تمام راستوں کو کُٹیل (مختلف راستے) قرار دیا۔ اور ان کی اتباع اور پیروی سے منع فرمایا۔
اور خود حضور سر در کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اظہارِ شکر اور مخلوق کو بتانے اور ان کی ہدایت
کے لیے فرمایا:

خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:
أَدَّبَنِي سَدْرَتِي فَأَخْسَنَ تَأْدِيبِي
مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور بہت ہی اچھا
سکھایا۔

اور یاد رکھو کہ باطن ظاہر کو تمام و کمال تک پہنچانے والا ہے۔ ظاہر و باطن آپس میں بال برابر ہی ایک
دوسرے کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتے۔ مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے۔ اور دل سے
جھوٹ کا خیال دور رکھنا طریقت اور حقیقت ہے۔ اگر دل سے یہ نفی تکلف اور مشقت سے ہے
تو طریقت ہے۔ اور اگر بے تکلف میسر ہے تو حقیقت ہے۔ تو فی الحقیقت باطن جسے طریقت اور
حقیقت سے تعبیر کرتے ہیں 'ظاہر کو ہی جو شریعت ہے تمام و کمال تک پہنچانے والا ہے۔ تو طریقت
و حقیقت کے راستوں پر چلنے والوں کو اگر دورانِ راہ ایسے امور پیش آئیں اور سامنے لائے جائیں
جو بظاہر شریعت کے مخالف ہوں تو وہ امور سرِ وقت اور غلبہ حال پر مبنی ہیں۔ اگر اس مقام سے
گزر کر آگے لے جائیں اور محمودِ ہوش میں لے آئیں تو مخالفت بالکل بے زائل ہو جاتی ہے اور وہ مخالفت
شریعتِ علم و عباد کی طرح اُڑ جاتے ہیں۔

مثلاً ایک جماعت سکر کے باعث احاطہ ذاتی کی قائل ہوئی ہے، اور ذاتِ حق تعالیٰ و تقدس
کو عالم کا محیط جانتی ہے۔ یہ حکم علماء اہل حق کی آراء کے خلاف ہے۔ علماء حق احاطہ علمی کے قائل ہیں
فی الحقیقت علماء کی آراء و صواب کے زیادہ قریب ہیں جبکہ یہی صوفیہ اس امر کے قائل ہیں کہ ذاتِ
حق تعالیٰ و تقدس پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اور کسی بھی علم کے ذریعہ وہ ذات معلوم نہیں ہو سکتی تو
پھر اس کی ذات کے بارے میں یہ حکم لگانا کہ وہ ذات سے کائنات کا احاطہ اور اشیاء میں سرایت

کیے ہوئے ہے خود ان کے اپنے قول کے خلاف ہے۔ حق یہی ہے کہ اس کی ذات بے چون و بیچگون ہے۔ اس ذات تک کسی بھی علم کو راستہ نہیں مل سکتا۔ وہاں تو صرف حیرت و نادانی ہے۔ اور اس مقام میں صرف جہل ہی جہل اور سرگردانی کی حالت ہے۔ احاطہ ذاتی اور سرایت و حلول کا اس بلند و پاکیزہ ذات سے کیا تعلق۔

ہاں ان صوفیہ کی طرف سے جو احاطہ ذاتی وغیرہ کے قائل ہیں یہ عذر پیش کیا جاسکتا ہے کہ ذات سے ان کی مراد تعین اول ہے۔ اور جب وہ اسے متعین کرنے والی ذات (واجب تعالیٰ) سے زائد نہیں مانتے بلکہ تعین اول کو تعین ذات کہتے ہیں۔ اور وہ تعین اول جسے "وحدت" سے تعبیر کیا جاتا ہے تمام ممکنات میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ تو اس لحاظ سے احاطہ ذاتی کا حکم درست ہو جاتا ہے۔

یہاں ایک باریک بات ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ و تقدس کی ذات علماء اہل حق کے نزدیک بے چون و بیچگون ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے اس سے زائد ہے۔ وہ تعین اول بھی اگر ان کے ہاں ثابت تسلیم کیا جائے تو وہ بھی زائد ہی ہوگا۔ اور ذات کے دائرہ بے چون سے بھی اس کو باہر ہی مانیں گے۔ لہذا اس احاطہ کو ذات کا احاطہ نہیں کہہ سکتے۔

پس علماء حق کی نظر ان صوفیہ کی نظر سے بلند ہے۔ اور جو چیز صوفیہ کے نزدیک ذات حق ہے وہ ان علماء کے نزدیک ماسوی القدس داخل ہے۔ قرب و معیت ذاتی بھی اسی قیاس پر ہے۔ اور معارف باطن کی شرع کے ظاہر علوم کے ساتھ اس حد تک کامل و مکمل موافقت کہ حقیر و معمولی درجہ کی مخالفت بھی باقی نہ رہے، مقام صدیقیت میں جا کر ہوتی ہے جو مقامات ولایت کا بلند ترین مقام ہے۔ اور مقام صدیقیت سے اوپر مقام نبوت ہے۔ وہ علوم جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی کے ذریعہ حاصل ہوئے صدیق پر بطریقہ الہام منکشف ہوئے ہیں۔ ان دونوں علوم کے درمیان وحی اور الہام کے سوا کچھ فرق نہیں۔ تو پھر دونوں علوم میں مخالفت کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے۔ اور مقام صدیقیت سے نیچے جو مقام بھی ہے اس میں قدرے سکرمہ موجود ہوتا ہے۔ ہوش اور صحت نام مقام صدیقیت میں ہے اور بس۔

ان دونوں علموں کے درمیان دوسرا فرق یہ ہے کہ وحی قطعی اور یقینی چیز ہے اور الہام ظنی۔ کیونکہ وحی فرشتہ کے واسطہ سے ہوتی ہے۔ اور ملائکہ معصوم ہیں۔ ان میں احتمال خطا نہیں ہو سکتا۔ اور الہام کا محل و مقام اگرچہ بلند ہے، اور وہ دل ہے۔ اور دل عالم امر سے ہے لیکن اس کا تعلق عقل و نفس سے بھی کچھ قدرے ہے۔ اور نفس اگرچہ مطمئن ہو چکا ہوتا ہے لیکن

ہرچند کہ مطمئنہ گردو ہرگز صفات خود نگردو

یعنی نفس اگرچہ مطمئنہ ہو جاتا ہے لیکن اپنی صفات سے ہرگز باز نہیں آتا۔

لہذا خطا اور غلطی کی اس مقام میں گنجائش اور مجال ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ مطمئنہ ہو جانے کے باوجود نفس کو اس کی صفات پر باقی رکھنے میں بہت فوائد و منافع ہیں۔ نفس اگر بالکل اپنی صفات کے ظہور سے روک دیا جائے تو اس کی ترقی کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ اس طرح روح فرشتے کے مانند ہو جاتی ہے اور اپنے مقام میں بند ہو کر رہ جاتی ہے۔ روح کی ترقی نفس کی مخالفت کے باعث ہے۔ اگر نفس میں مخالفت نہ رہے تو ترقی کیسے ہو۔ حضور سرور کائنات علیہ السلام نے ائمہ و من القلیبات اکملہا ایک دفعہ ہمارے دہاؤں سے واپس تشریف لائے تو فرمایا:

رجعنا من الجہاد الا صغریٰ الجہاد ہم لوگ چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف

الاکبر۔ لوٹ کر آئے ہیں۔

اس ارشاد مبارک میں آپ نے جہاد بانفس کو جہاد اکبر فرمایا۔

مطمئنہ کی صفت اختیار کر لینے کے بعد اس کی مخالفت یہ ہوتی ہے کہ وہ ترک عریضت اور ترک اولیٰ کا ترک ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس مقام میں ترک اولیٰ کا ارادہ بھی مخالفت میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن حتمی الامکان ترک اولیٰ کا وجود اس سے متصور نہیں ہوتا۔ اور صرف ترک اولیٰ کے ارادے پر اس قدر ندامت و پشیمانی اور ہار گاہ قدس خداوندی میں التجا و زاری ظہور میں آتی ہے کہ ایک سال کا کام ایک ساعت میں میسر آ جاتا ہے۔

ہم پھر اصل بات کی طرف آتے ہیں۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ ہر وہ چیز جس میں محبوب کے افلاق و عادات پائے جاتے ہوں، محبوب کے ساتھ وابستگی اور اس کے تابع ہونے کی وجہ سے محبوب اور پیاری ہو جاتی ہے۔ اس بیان کی طرف اشارہ اس آیت کریمہ میں ہے:

فَاَتَّبِعْهُنَّ يَحِبَّ إِلَهُنَّ اللَّهُ۔ تم لوگ میری پیروی اختیار کرو، اللہ تمہیں اپنا

محبوب بنا لے گا۔

لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اور پیروی میں کوشش کرنا بندے کو مقام محبوبیت تک لے جاتا ہے، تو ہر عقل مند اور دانش مند پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں ظاہر اور باطناً پوری سعی اور کوشش کرے۔

بات لہی ہو گئی۔ مجھے معذور سمجھیں۔ کلام کا جمال چونکہ جمیل مطلق (رب تعالیٰ) کی طرف سے ہے۔ اس لیے سلسلہ گفتگو جس قدر دراز ہو خوب اور زیبا ہی ہے۔

لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدًّا أَذَاتُ كَلِمَاتِ
اگر میرے پروردگار کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر
رَفِیْ لَنَفَذَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ
سیا ہی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا اس سے
كَلِمَاتُ سَرَفِیْ وَلَوْ جُمْنَا بِمِثْلِهِ
پہلے کہ میرے رب کی باتیں ختم ہوں۔ اگرچہ ہم
مَدًّا۔ لے آئیں اس سمندر کی مانند اور سمندر بھی مدد کے طور پر

اب دوسری طرف بات لے جانی چاہیے:

اس دعا پر قصہ کے حامل مولانا محمد حافظ اہل علم ہیں اور کثیر العیال ہیں۔ اسباب معیشت کی قلت کی بنا پر قحج کی (ملازمت کی) طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اگر سرکار نصرت آثار ریادت و نقابت و ننگا شیخ جیور سے کچھ وٹیفیر یا امداد مولانا موصوف کے لیے حاصل اور جاری کر دیں تو یہ آپ کا عین کرم ہرگا آپ کی زیادہ در دوسری ختم کرتا ہوں۔

مکتوب نمبر (۴۲)

شیخ درویش کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ حقیقت جامعہ قلبیہ سے غیر حق سبحانہ کی محبت دور اور پاک کرنے کا بہترین

آلہ متابعت سنت ہے۔ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔

حق تعالیٰ و سبحانہ تمہیں سلامت اور باقی رکھے۔

آدمی جب تک پراگندہ تعلقات کی میل کچیل سے لوث ہے مطلوب سے محروم اور دور ہے۔ حقیقت جامع (قلب) کے آئینے کو اس ذات عزوجل کے غیر کی محبت کے زنگ سے صاف کرنا ضروری ہے۔ اور اس زنگ کو دور کرنے کا بہترین آلہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام و التیمتہ کی روشنی سنت کی متابعت ہے کیونکہ اس میل کو دور کرنے کا دار و مدار عادات نفسانی کے اٹھنے اور رسوم ظلمانی کے دفع ہونے پر ہے۔

ترک تہابی خوشحال ہے وہ شخص جو اس نعمتِ عظیم سے

مشرقت ہو گیا۔ اور انہوں اس شخص پر جو اس

قَطُوْنِیْ لِمَنْ شَرِیْفٌ بِهَدِیْ

النَّعْمَ الْعَظْمٰی دَوِیْلٌ لِّمَنْ

خَيْرٌ مِنْ هَذِهِ الدَّوْلَةِ الْقَضَوِي باند درید دولت سے محروم رہا۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ جناب انجمن اعز میاں مظفر ولد شیخ گمورن مرحوم اشرف اور بزرگ زادہ لوگوں میں سے ہے جماعت (عیال) کثیر اس سے وابستہ ہے۔ رحم و شفقت کا مستحق ہے۔ آپ کی زیادہ دوسری کیا کرے۔ والسلام علیکم وعلیٰ من اتبع الهدی۔

مکتوب نمبر (۴۳)

سیادت پناہ، غریبوں کے مالک شیخ فرید بخاری کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ توحید دو قسم ہے۔ شمودی اور وجودی۔ اور ضروری ہے وہ توحید شمودی ہے کیونکہ اس سے متعلق ہے۔ نیز توحید شمودی عقل و شرع کے خلاف نہیں بخلاف توحید وجودی کے۔ اور شائع کے وہ اقوال جو توحید کے بارہ میں ہیں انہیں توحید شمودی پر محمول کرنا چاہیے تاکہ مخالفت کی گنجائش نہ رہے۔ اور توحید شمودی مرتبہ عین الیقین میں ہے جو مقام حیرت ہے۔ اور جب اس مقام سے گزار دیتے ہیں اور حق الیقین تک پہنچاتے ہیں تو انسان اس طرح کے حالات سے ایک طرف ہوجاتا ہے۔ اور اس کے مناسب سوالات و جوابات اور واضح کرنے والی مثیلات کے بیان میں

سَلَّمَكَ اللَّهُ تَعَالَى وَبَسَحَاكَ وَعَصَمَكَ عَمَّا يَصْهَكُمُ وَصَانَكُمْ عَمَّا شَاكَكُمْ (اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت اور داغدار کرنے والی چیزوں سے محفوظ رکھے اور تمہیں عیب کی باتوں سے بچائے) وہ توحید جو اس بند گردہ صوفیہ کو راہ سلوک و فقر میں میسر آتی ہے دو قسم ہے:

توحید شمودی اور توحید وجودی۔

توحید شمودی ایک ذات کو دیکھنا ہے یعنی سالک کا شمودی صرف ایک ہی ذات ہو۔ اور توحید وجودی ایک ذات کو موجود جاننا ہے اور اس کے غیر کو معدوم خیال کرنا۔ اور معدوم خیال کرنے کے باوجود کائنات کے آئینوں اور مظاہر کو ایک جاننا۔ پس توحید وجودی علم الیقین کے قبیلہ سے ہے اور توحید شمودی عین الیقین کی قسم سے۔ توحید شمودی اس راہ کے ضروری امور میں سے ہے کیونکہ بغیر اس کے فنا متحقق نہیں ہوتی۔ اور عین الیقین کی (دولت) بھی اس کے بغیر میسر نہیں آتی۔ کیونکہ ایک ذات کے غلبے کے باعث صرف اسے ہی دیکھنا اس کے ماسوا کو نہ دیکھنے کو مستلزم ہے۔ بخلاف توحید وجودی کے کہ وہ اس طرح نہیں یعنی ضروری نہیں ہے کیونکہ علم الیقین توحید وجودی کی معرفت

کے بغیر بھی حاصل ہے۔ کیونکہ علم الیقین اس ذات کے ماسوا کی نفی کو مستلزم نہیں۔ نہایت درجہ یہ ہے کہ اس کے ماسوا کے علم کی نفی کو مستلزم ہے۔ جبکہ اس ایک کے علم کا غلبہ اور زور ہو۔

مثلاً ایک شخص کو وجود آفتاب کا یقین ہو۔ اس یقین کا غلبہ اس امر کو مستلزم نہیں کہ ستاروں کو اس وقت منتفی اور معدوم جانے لیکن جب آفتاب کو دیکھا تو ستاروں کو نہیں دیکھے گا۔ اور اس کے مشاہدہ میں صرف ایک آفتاب ہی ہوگا۔ لیکن اس وقت کہ ستاروں کو نہیں دیکھ رہا، یہ ضرور جانتا ہے کہ ستارے معدوم نہیں ہیں۔ بلکہ یہ جانتا ہے کہ موجود تو ہیں مگر پوشیدہ ہیں اور نور آفتاب کے پر تو کے آگے مغلوب ہیں۔ یہ شخص اس جماعت کے ساتھ جو اس وقت ستاروں کے وجود کی نفی کر رہی ہے، مقام انکار میں ہے اور جانتا ہے کہ ستاروں کے وجود کی نفی کرنا غیر واقعی بات ہے۔ تو توحید وجود جو ایک ذات تعالیٰ و تقدس کے ماسوا کی نفی پر مبنی ہے عقل و شرع کے خلاف ہے۔ بخلاف توحید شہودی کے کہ ایک ذات دیکھنے میں کچھ مخالفت نہیں۔ مثال کے طور پر طلوع آفتاب کے وقت ستاروں کے وجود کی نفی کرنا اور معدوم جاننا خلاف واقع ہے لیکن ستاروں کو اس وقت نہ دیکھنے میں کچھ مخالفت نہیں۔ بلکہ ستاروں کو نہ دیکھنا نور آفتاب کے ظہور کے غلبہ کے واسطے سے دیکھنے والے کے ضعف بصارت کی بنا پر ہے۔ اگر دیکھنے والے کی آنکھ اسی آفتاب کے نور سے سرگیں ہو جائے، اور اپنے اندر قوت واستعداد پیدا کر لے تو عین اسی وقت ستاروں کو بھی آفتاب سے جدا دیکھے گی۔ اور یہ دید حق الیقین کے مرتبہ پر ہے۔

پس بعض مشائخ کے اقوال جو بظاہر شریعت حقہ کے مخالف معلوم ہوتے ہیں اور بعض لوگ انہیں توحید وجودی پر محمول کرتے ہیں۔ جیسے ابن منصور الحلاج کا قول انا الحق اور ابو یزید البدطامی کا سبحانی کہنا اور اس طرح کے اور اقوال۔ اولیٰ اور انسب یہ ہے کہ انہیں توحید شہودی پر محمول کیا جائے اور عقل و شرع کے ساتھ مخالفت کو دور کیا جائے۔ چونکہ غلبہ حال میں ماسوا کے حق سبحانی کے ہر شے ان کی نظر سے پوشیدہ تھی تو ایسے الفاظ ان سے صادر ہو گئے۔ اور انہوں نے حق سبحانی کے سرا اور کسی شے کو ثابت و موجود نہ مانا۔ انا الحق کا معنی ہے ”حق ہے میں نہیں ہوں“ جبکہ وہ اپنے آپ میں بھی نہیں دیکھتے تو اپنے آپ کو ثابت نہیں کرتے۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ بزرگ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور خود اپنے کو حق کہتا ہے۔ یہ مفہوم تو صریح کفر ہے۔

یہاں کوئی یہ سوال نہ کرے۔ غیر حق کا اثبات نہ کرنا نفی کی طرف ہی لے جاتا ہے۔ اور وہ بعینہ توحید وجودی ہے۔ کیونکہ ہم کہیں گے کہ ثابت نہ کرنے سے نفی لازم نہیں آتی۔ بلکہ اس مقام میں حیرت

ہی حیرت ہے۔ تمام احکام و ہاں ساقط ہو چکے ہیں۔ اور لفظ سُبْحَکَافِ میں بھی حق تعالیٰ کی تشریح ہے نہ کہ اپنی تشریح۔ کیونکہ وہ تو مکمل طور پر اس کی نظر سے اٹھ چکی ہے۔ کوئی حکم اس سے تعلق نہیں ہو سکتا۔ اور اس قسم کی باتیں عین الیقین کے مقام میں جو مقام حیرت ہے بعض کو روٹنا ہوتی ہیں۔ اور جب ان حضرات کو اس مقام سے آگے گزار دیتے ہیں اور حق الیقین تک پہنچا دیتے ہیں تو پھر ایسے کلمات سے اجتناب کرتے ہیں اور عداً اقبال سے تجاوز نہیں کرتے۔

ہمارے زمانہ میں اس گروہ کے بہت سے لوگ جو صوفیاء کے لباس میں اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں توحید و جود کی کو عام کسے میں مصروف ہیں اور اس عام کرنے کو ہی کمال تصور کرتے ہیں۔ اور عین الیقین کے بجائے علم ہیں ہی رُکے ہوئے ہیں۔ اور مشائخ کے ان اقوال مذکورہ کو اپنے خیالی معانی پر چسپاں کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو معتدلاً زمانہ بنائے بیٹھے ہیں اور اپنے بے رونق بازار کو ان قبہلات کے ذریعہ سے ہموار کر رہے ہیں۔

اور اگر بالفرض مذکورہ بعض مشائخ کی عبارتوں میں ایسے الفاظ بھی ہوں جو توحید و جود پر مصراحتاً دلالت کرتے ہوں تو ان الفاظ کو ابتدائی زمانہ اور علم الیقین کے مقام پر معمول کرنا چاہیے۔ اور یہ تصور کرنا چاہیے کہ یہ کلمات ان سے اُس وقت صادر ہوتے ہیں آخر کار ان کو اس مقام سے آگے گزار لیا گیا اور علم عین تک پہنچا دیے گئے ہیں۔

یہاں کوئی شخص یہ سوال نہ کرے کہ توحید و جود والے بھی جس طرح ایک جانتے ہیں ایک ہی دیکھتے بھی ہیں۔ لہذا وہ بھی عین الیقین سے کچھ حصہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم جو اب میں کہیں گے کہ اس توحید والوں نے توحید شہودی کی مثالی صورت کو دیکھا۔ اس توحید شہودی سے متصف نہیں ہوئے۔ توحید شہودی کہ اپنی اس صورت مثالی کے ساتھ فی الحقیقت کچھ نسبت نہیں کیونکہ توحید شہودی کے حصول کے وقت صرف حیرت ہی موجود ہوتی ہے۔ اس مقام میں کسی قسم کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اور توحید و جود الیٰ توحید شہودی کی صورت مثالی کے مشابہ کے باوجود اباب علم میں سے ہے کیونکہ وہ ماسوا کے وجود کی نفی کر رہا ہے۔ اور نفی منس احکام میں سے ایک حکم ہے۔ حیرت اور علم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ پس اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ توحید و جود والے عین الیقین کے مقام سے کچھ حصہ نہیں رکھتا۔ ہاں توحید شہودی والے کو مقام حیرت کے بعد اگر ترقی واقع ہو تو مقام معرفت میں جو حق الیقین کا مقام ہے پہنچا دیتے ہیں اور اس جگہ علم اور حیرت دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ علم جو حیرت کے بغیر ہے اور حیرت سے پہلے ہے علم الیقین ہے۔

یہ جواب ایک مثال سے واضح ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص خواب میں اس مناسبت کے واسطے سے جو وہ بادشاہت سے رکھتا ہے۔ اپنے آپ کو بادشاہ دیکھا۔ اور بادشاہت کے لوازمات اپنے اندر دیکھے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ شخص بادشاہ نہیں بن گیا ہے۔ بلکہ بادشاہت کی مثالی صورت کو اپنے اندر دیکھا ہے۔ اور فی الحقیقت بادشاہت کو اس مثالی صورت کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہاں یہ شہود اگرچہ مثالی صورت میں ہے لیکن اس شخص کے اس صورت کی حقیقت کے ساتھ مقصد ہونے کی استعداد کی خبر ضرور دیتا ہے۔ اگر مشقت کرے اور عنایت خداوندی جل سلطانہ اس کے شامل ہو جائے تو وہ بادشاہت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ قوت سے فعل تک بڑا فرق ہے۔ بت سے لے کر پیشہ بننے کی قابلیت رکھتے ہیں لیکن جب تک آئینہ بن نہیں جاتے بادشاہوں کے ہاتھ میں نہیں پہنچ سکتے اور ان کے جمال سے بہرہ ور نہیں ہوتے۔

میں کس طرف چلا گیا۔ مگر ان دقیق علوم کی تحریر کا باعث اور سبب یہ ہے کہ اس وقت کے بت سے لوگ بعض تعلیداً، بعض علم کے باعث اور بعض علم اور کچھ قدر سے ذوق کی بنا پر اور بعض الحاد اور زندقہ کے باعث اس توحید و جود کی دامن سے چٹے ہوئے ہیں اور سب کو حق کی طرف سے جانتے ہیں بلکہ حق جانتے ہیں۔ اور اپنی گردنوں کو تکلیف شرعی کی رسی سے اس بہانے کے ساتھ باہر نکال رہے ہیں اور احکام شرعیہ میں سستیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور اس حالت پر خوش وقت اور سرور ہیں اور شرعی احکام کی بجا آوری کا اگر اعتراف بھی کرتے ہیں تو اسے طفیل جانتے ہیں بمقصد اصلی شریعت کے علاوہ کسی اور شے کو خیال کرتے ہیں۔

حَاشَا وَكَلَّا ثُمَّ حَاشَا وَكَلَّا
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا
الْاِعْتِقَادِ الشَّوْءِ۔

خدا کی پناہ پھر خدا کی پناہ ہم اللہ سبحانہ کے
پس پناہ لیتے ہیں اس بُرے اعتقاد
سے۔

طریقت اور شریعت ایک دوسرے کا عین ہیں ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال اور کشف کا ہے جو چیز بھی شریعت کے خلاف ہے مردود ہے۔
کل حقیقة سادۃ الشریعة فهو
زندقة۔
اور باطل ہے۔

شریعت کو قائم رکھتے ہوئے حقیقت کو طلب کرنا مردوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ ہمیں اور تمہیں سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰات والتسلیمات والتحیات کی ظاہر و باطن میں متابعت

پر استقامت نصیب فرمائے۔

معرفتِ پناہ قبلہ گاہ ہمارے خواجہ (حضرت باقی باشر صاحب) قدس اللہ تعالیٰ سرّہ کچھ عرصہ تک توحید و جود کی کاشترب ہی رکھتے تھے۔ اور اپنے رسائل و مکتوبات میں خود اس کا اظہار فرماتے تھے۔ لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنی غایت سے انہیں اس مقام سے ترقی عطا فرمائی۔ اور اس توحید و جود کی معرفت کی تسکینی سے کھلی شاہراہ پر ڈال دیا۔

میاں عبدالحق نے جو حضرت خواجہ کے مخلصین میں سے ہیں نقل کیا ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرّہ نے اپنی مرض موت سے ایک ہفتہ پہلے فرمایا کہ مجھے عین الیقین کے ساتھ معلوم ہو گیا ہے کہ توحید و جود ہی ننگ کوچہ ہے۔ شاہراہ دوسری ہے۔ اس سے پہلے میں بھی جاتا تھا۔ لیکن اب ایک اور یقین حاصل ہو گیا ہے۔ اور یہ حقیر بھی کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ قدس سرّہ کی خدمت میں یہی توحید و جود کی کاشترب رکھتا تھا۔ اور اس توحید کی تائید میں بہت سے کشفی مقدمات ظاہر ہوتے تھے۔ لیکن خداوند تعالیٰ بل سلطانہ کی عنایت و مہربانی نے اس مقام سے گناہ کر جس مقام سے چاہا توحید کر دیا۔ اس سے زیادہ گفت و گروالت کا موجب ہے۔

میاں شیخ زکریا اپنے ضلع سے بار بار لکھتے ہیں اور آپ کے بلند آستانہ سے نسبتِ نیاز زندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور تحصیلداروں کے عہدہ سے خائف اور ہراساں ہیں۔ عالم اسباب میں آپ کے ہی التجاء اور وابستگی رکھتے ہیں۔ آپ کی توجہ عالی کے سوا بظاہر کوئی جائے پناہ نہیں رکھتے۔ وہ امیدوار ہیں کہ جس طرح آپ نے ان کو نوازا، آخر تک ان کی دستگیری فرماتے رہیں گے اور حوادثِ زمانہ کے بھیر پوں سے محفوظ رکھیں گے۔ کمالِ ادب کے باعث آپ کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ اس لیے سفارش کے لیے فقیر کی طرف رجوع کیا ہے اور اپنے حالات کا اظہار کرنا چاہا ہے۔ امید ہے کہ ان کی درخواست شرفِ قبولیت سے ہمکنار ہوگی۔

مکتوب نمبر ۴۴

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

حضور نبی کریم خیر البشر علیہ السلام کی مدح و ثنا اور اس امر کے بیان میں کہ آپ کی شریعت کو ماننے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے سب امتوں سے بہتر امت ہیں اور

آپ کی شریعت کی تکذیب کرنے والے بدترین بنی آدم ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روش سنت کی پیروی کی ترغیب کیے بیان میں۔

آپ کا عالی مرتبت گائی نامہ عزیز ترین اوقات میں تشریف لایا۔ بندہ اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ اللہ سبحانہ کی حمد و ثنا اور اس کا احسان ہے کہ آپ کو فقیر محمدی علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی میراث ہاتھ آچکی ہے۔ فقراد سے محبت اور ان کے ساتھ تعلق اور ارتباط اسی کا نتیجہ ہے۔ نہیں جانتا کہ یہ قصور وار بے سر و سامان اس کے جواب میں کیا لکھے مگر یہ کہ احادیث و کتب سیر میں چند نقل شدہ عربی فقرے جو آپ کے جد بزرگوار اور خیر العرب ہیں کے فضائل و مناقب میں لکھے۔ علیہ و علی آلہ من الصلوٰۃ اتھما و من التحیات اکملھا۔ اور اس سعادت نامے کو اپنی نجات اخروی کا وسیلہ بنائے۔ یہ یقیناً نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی مدح و ثنا کرے۔ بلکہ اپنے کلام کو آپ کے ذکر شریف سے مزین و آراستہ کرے۔

مَا اَنْ مَدَحْتَ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي

لَكِنْ مَدَحْتَ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

میں اپنے کلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے کلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے آراستہ کرتا ہوں۔

قریں مکتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت و توفیق کا طالب ہوں کہ بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں، تمام اولاد آدم کے سردار ہیں۔ قیامت کے روز سب سے زیادہ پیروکار آپ ہی کے ہوں گے۔ آپ بارگاہ ایزدی میں سب پہلوں اور پھلوں سے اکرم و بزرگ ہیں۔ آپ ہی سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لائیں گے، آپ ہی سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور آپ ہی کی شفاعت سب سے پہلے مقبول ہوگی، اور آپ ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے دروازہ بہشت کھول دے گا۔ قیامت کے روز لواد حمد آپ ہی اٹھائے ہوں گے حضرت آدم اور ان کے ماسوا سب اس جنت کے نیچے ہوں گے۔ آپ ہی وہ ذات ہیں کہ خود آپ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں آدم کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہیں مگر قیامت کے روز سب سے آگے اور پہلے ہوں گے۔ اور آپ نے فرمایا میں بغیر حق کے مکتا ہوں کہ میں ہی اللہ کا حبیب ہوں، اور میں ہی تمام انبیاء کا پیشوا ہوں اور میں ہی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا ہوں، اور محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان سے بہتر مخلوق میں رکھا۔ پھر اللہ نے انسانوں کے دو گروہ کیے تو مجھے بہتر

گروہ میں کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مختلف قبائل میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مختلف گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے بہتر گھر میں پیدا کیا۔ تو میں ذات میں سب سے بہتر ہوں اور گھر کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں۔ اور محشر میں جب لوگ اٹھیں گے تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا۔ اور جب لوگ بارگاہِ خداوندی کی طرف چلیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا۔ اور جب لوگ خاموش ہوں گے تو میں ان کو خطبہ دوں گا۔ اور جب وہ روک لیے جائیں گے تو میں ان کی شفاعت طلب کروں گا۔ اور جب وہ مایوس ہوں گے تو میں ان کو بشارت دوں گا۔ بزرگی اور ہر چیز کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اولادِ آدم سے اکرم و اشرف ہوں۔ میرے ارد گرد میری خدمت اور غاطر داری کے لیے ایک ہزار خادم گھومتا ہو گا جو حسن و جمال میں پوشیدہ رکھے ہوئے انہوں کی طرح ہر گا۔ اور جب قیامت کا دن ہو گا تو میں امام الانبیاء اور ان کا خلیفہ ہوں گا۔ اور میں ان کا صاحبِ شفاعت ہوں گا اور کوئی فخر نہیں۔

اگر حضور نے دنیا میں جلوہ فرما نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا۔ اور آپ اس وقت نبی تھے جب حضرت آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔

نماند بعضیاں کسے دگر وہ کہ دار و جنیں سید پشرو

کوئی شخص بھی گناہوں کی وجہ سے گرو نہیں رہے گا جبکہ وہ آپ جیسا سردار پیشہ رکھتا ہے۔

پس یہ بات ضروری ہے کہ ایسے پیغمبر سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے والے خیر

الائم ہوں۔

کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ

تم بہترین امت ہو جو ظاہر کیے گئے ہو۔

ان کا نقدِ وقت ہے۔ اور آپ کے کذب بدترین بنی آدم ہوں۔

الْآخِرَ أَبْ أَشَدُّ كُفْرًا دَلِيلًا

دیہاتی لوگ کفر و نفاق میں بہت سست ہیں۔

ان کے حال کا نشان ہے۔ دیکھیے کس صاحبِ قسمت کو آپ کی روشن سنت کی پیروی سے نوازتے ہیں اور آپ کی پسندیدہ شریعت کی متابعت سے سرفراز کرتے ہیں۔ آج غمخوڑے سے محل کو جھانپنے دین کو حق جاننے کی تصدیق سے ظاہر ہے عملِ کثیر کے مقابلے میں قبول کرتے ہیں۔ اصحابِ کلمہ نے جو اس قدر درجہات پائے صرف ایک نیکی کے واسطے سے پالیے۔ اور وہ ہجرت کی نیکی تھی جو انہوں نے نورِ یبانی کے ساتھ غلبہ کفار کے وقت اختیار کی۔ مثلاً سپاہی دشمنوں اور مخالفوں کے غلبہ کے وقت اگر فخر و ثناء تردد بھی کریں تو ان کا وہ قدر اور وہ لحاظ ہوتا ہے جو امن کی حالت میں اس سے کئی گنا

زیادہ بھی نہیں ہوتا۔

نیز جو مکہ سرور دو عالم محبوب رب العالمین ہیں تو آپ کی متابعت کرنے والے بھی آپ کی سنت کے واسطے سے مرتبہ محبوبیت تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ محبت جس جس میں بھی اپنے محبوب کے شامل اور عادات و اخلاق پاتا ہے انہیں بھی اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ اس سے مخالفین کی برائی کا قیاس بھی کر لینا چاہیے۔

محمد عربی کا بروئے ہر دوسرا است کسیکہ خاک در شہیت خاک بر سراو
محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) جو دونوں جہاں کی آبرو ہیں جو شخص آپ کے دروازے کی خاک نہیں بتا اس کے سر پر خاک پڑے۔

اگر ظاہری ہجرت میسر نہ آئے تو ہجرت باطنی ہی کی کامل طور پر رعایت کرنی چاہیے۔ ظاہر لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے باطن ان سے الگ رہنا چاہیے۔ شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی صورت نکال دے۔

فردوز کا موسم آچکا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ایام وہاں کے رہنے والوں کے معاملے کو پراگندگی اور تفرقے میں ڈال دیتے ہیں۔ ہنگامے کے ان ایام کے گزر جانے کے بعد اگر ارادہ خداوندی جل سلطانہ نے مدد فرمائی تو اس امر کا امیدوار ہے کہ ملاقات گرامی کے شرف سے مشرف ہوگا۔
گفتگو کو زیادہ دیر نہ کرنا موجب پریشانی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو آپ کے آباء کرام کے راستے پر شابت رکھے۔ والسلام علیکم وعلیہم الی یوم الیقام۔

مکتوب نمبر (۲۵)

یہ مکتوب بھی سیادت و وزرگی والے شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

یہ مکتوب آپ نے اپنے پیر و شگیر قدس سرہ کے اس عالم فانی سے رحلت فرمانے کے بعد لکھا۔ چونکہ خانقاہ کے فقراء کی ظاہری تغویت جناب سیادت پناہ کی طرف منسوب تھی اس لیے اس مکتوب میں اظہار شکر کیا ہے۔ اور انسان کی جامعیت جس طرح اس کے کمال کا سبب ہے اسی طرح اس کے نقصان کا بھی سبب ہے۔ اس کا تذکرہ بھی اس خط میں کیا ہے۔ اور اہل رمضان شریف کے فضائل اور دیگر مناسب امور بیان کیے ہیں۔

اللہ سبحانہ آپ کو آپ کے آباؤ اجداد کے طریقہ پر ثبات و قائم رکھے۔ اور زندگی کے مہینوں اور ایام میں آپ کو صدقات اور عظم کے اسباب سے سالم اور محفوظ رکھے۔

خدا کے عزوجل کے دوست مطابق حدیث المراد مع من احب (مرد اس کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو) خدا نے تعالیٰ و تقدس کے ساتھ ہیں۔ بدن کا ساتھ ہونا اس معیت و انفصال میں قدر سے مانع ہے۔ اس مادی صورت اور ناریکی سے لبریز شکل سے مفارقت اور جدائی کے بعد سب قرب ہی قرب اور اتصال ہی اتصال ہے۔

الموت جس جوصل الحبيب الى موت ایک پہل ہے جو دوست کو دوست سے الگ دیتا ہے۔ الحبيب۔

اس عبارت میں اسی معنی کا بیان ہے۔ اور آیت کریمہ:

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنْ أَجَلَ اللَّهُ أَمَلًا

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہے تو جان لے کہ اللہ کا وعدہ آنے والا ہے۔

میں مشتاق لوگوں کے لیے تسلی بھی ہے اور بیان سابق کی طرف اشارہ بھی فرماتی ہے لیکن ہم تجھے رہ جانے والوں کا حال بزرگوں کی حاضری کی دولت کے بغیر خواب داتا ہے۔

اکابر تقدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم کی روحانیت سے فیض و برکت حاصل کرنا بہت سے شرائط کے ساتھ مشروط ہے جن کے پورا کرنے کی ہر کسی کو مجال اور ہمت نہیں لیکن صاحب انعام رب تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ اس ہونا تک حادثے (پیروم شد کی رحلت) اور دشتناک واقع کے باوجود ان بے سرو پا فقر کا مہر کی اور مرد و گار دین و دنیا کے سردار علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی اہل بیت میں سے ہی بن گیا ہے جو اس بند سلسلے کے انتظام کا سبب اور نسبت نقشبندیہ کی جمعیت کا واسطہ اور ذریعہ ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ان ملازمین یہ نسبت بہت ہی نادر و غریب ہے۔ اور اس نسبت والے ان ممالک میں بہت ہی کم ہیں کیونکہ یہ اہل بیت کی نسبت ہے تو اس کا مہر کی اور اس کو تقویت دینے والا بھی اہل بیت سے ہی ہونا چاہیے تاکہ اس دولت عظمیٰ کی تکمیل کسی اور کے ذمے نہ پڑے۔ تو جس طرح نسبت نقشبندیہ کی نعمت فصولی کا شکر فقر پر لازم ہے۔ اس دولت کا شکر بھی ان پر ضروری ہے۔ انسان جس طرح جمعیت باطن کا محتاج ہے اسی طرح ظاہری جمعیت کا بھی محتاج ہے۔ بلکہ یہ محتاجی مقدم ہے۔ بلکہ انسان تمام مخلوق سے زیادہ محتاج ہے۔ اور اس کی یہ شدت محتاجی اس کی جامعیت کی بنا پر ہے جو ضروریات ساری مخلوقات کو ضرور فراہم کر رہا ہے تنہا انسان کو

درکاریں۔ اور انسان جس جسے کا محتاج ہے اس کے ساتھ اس کا تعلق بھی ضروری ہے۔ اس لحاظ سے اس کے تعلقات سب سے زیادہ ہیں۔ اور یہ تعلق جناب قدس خداوندی جل سلطانہ سے روگردانی کا سبب ہے۔ اس بنا پر تمام مخلوقات سے محروم ترین شے انسان ہی ہے۔
 پایہ آخر آدم است و آدمی! گشت محروم از مقام محسوس
 گردنہ گرد باز میکین زیری عنصر نیست از دے بچکس محروم تر
 آخری مرتبہ انسان ہی کا ہے۔ لیکن آدمی حق تعالیٰ کے محروم راز ہونے کے مقام سے محروم ہو چکا ہے۔
 یہ میکین اگر سفر سے واپس نہ لانا اور محرم ہونے کے مقام کو نہ پایا تو پھر اس سے زیادہ کوئی محروم اور بد قسمت نہیں۔

حالانکہ تمام مخلوقات سے افضل ہونے کی علت بھی انسان کی یہی وصف جامعیت ہے۔ اسی بنا پر اس کا آئینہ سب سے زیادہ مکمل ہے۔ اور جو کچھ کائنات کے شیشوں میں فرو فرما ظاہر ہے وہ سب کچھ صرف ایک انسان کے آئینہ میں ظاہر ہے۔ تو اس لحاظ سے بہترین خلایق بھی انسان ہی ہے اور گزشتہ اعتبار سے بدترین مخلوق بھی انسان ہی ہے۔ اس لیے کہ نوع انسان سے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات بھی ہیں اور ابو جہل علیہ اللعنة بھی۔ اور اس بات میں کچھ شک نہیں کہ توفیق خداوندی عزوجل سے ان فقراء کی جمعیت ظاہری کے کفیل آپ ہی ہیں۔ اور الولد ستر لابیہ (بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے) کے مطابق باطنی جمعیت کے کفیل ہونے کی مکمل ایڈاری بھی آپ سے ہی ہے۔

اور چونکہ آپ کا صحیفہ گرامی اور بلند مرتبہ عنایت نامہ ماہ رمضان المبارک میں موصول ہوا، دل سست میں گزرا کہ اس عظیم القدر مہینے کے فضائل و مناقب احاطہ تحریر میں لائے۔
 جاننا چاہیے کہ ماہ رمضان شریف بہت فضیلت والا مہینہ ہے۔ نقلی عبادات، نماز، ذکر، صدقہ وغیرہ جو اس ماہ میں ادا ہوں دوسرے ایام کے قرائن کے برابر ہیں۔ اور اس مہینہ میں ایک فرض ادا کرنا دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے کے برابر ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی کا روزہ افطار کرائے اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی گردن کو آتش و عنبر سے آزادی مل جاتی ہے اور اسے اس روزہ دار کا اجر و ثواب عطا ہوتا ہے، بغیر اس کے کہ خود اس روزہ دار کا ثواب کم ہو۔

اسی طرح جو شخص اس ماہ میں اپنے غلاموں اور نوکروں سے کام لینے میں تخفیف کرے، اللہ

سبحانہ و تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور اسے آتش و دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور رمضان شریف کے مہینے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والتیمۃ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے تھے اور جو چیز بھی کوئی آپ سے مانگتا اور سوال کرتا آپ اسے دیتے تھے۔ اگر کسی کو اس ماہ میں غیرات اور اعمال صالحہ کی توفیق ملی گئی تو تمام سال اسے یہ توفیق ملی رہے گی۔ اور اگر یہ مہینہ تفرقہ اور پرگانہ گی میں گزرا تو سارا سال وہ تفرقے کا ہی شکار رہے گا۔ حتیٰ المقدور جس قدر میرا اسکے اس ماہ میں جمعیت کے ساتھ کوشش کرنی چاہیے اور اس مہینہ کو غنیمت جانتا چاہیے۔

اس ماہ کی ہر رات میں ہزار شخص کو جو دوزخ کا مستحق ہوتا ہے آزادی ملتی ہے۔ اس مہینہ میں بہشت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ کر ڈال دیتے ہیں اور رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

افطار میں جلدی اور سحری کھانے میں دیر کرنا سنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں مبالغہ کرتے تھے اور اس پر زور دیتے تھے۔ شاید سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنے میں اپنے عجز و محتاجی کا اظہار ہے جو مقام بندگی کے مناسب ہے۔

روزہ کھجور سے افطار کرنا سنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام افطار کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ
وَبَثَّتِ الْأَجْرَانِ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى
پیماس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور ابرو نواب
ان شاء اللہ تعالیٰ ثابت ہو گیا۔

ادائے تراویح اور ختم قرآن اس ماہ میں موکدہ سنتوں میں سے ہے اور بے شمار اچھے نتائج لاتا ہے۔ اللہ سبحانہ اپنے حبیب علیہ السلام الصلوٰۃ والتسلیمات والیقینات کی حرمت کے صدقے توفیق بخشنے۔

آپ کی دوسری کے بیسے دوسری بات یہ ہے کہ آپ کا عنایت نامہ عین رمضان شریف میں پہنچا۔ ورنہ حکم کی بجائے آوری میں اپنے آپ کو معاف نہ کرتا۔ اس ماہ مذکور کے بعد بات کرنا غیب پر حکم لگانا ہے اور درازی امید سے خبر دیتا ہے۔ بالکل جو کچھ جناب کی مرضی ہو فقیر اس میں اپنے آپ کو معاف نہیں رکھے گا۔ کیونکہ آپ کے ظاہری اور باطنی حقوق ان فقراء پر ثابت ہیں حضرت قبلہ گاہی (پیر و مرشد) قدس اللہ تعالیٰ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جیو شیخ فرید کے حقوق تمام پر ثابت اور مقرر ہیں اس جمعیت کے ہاٹ وہی ہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ہمیشہ پسندیدہ اعمال کی توفیق سے سرفراز رکھے۔ نبی کریم اور آپ کی

آل علیہم وعلیہم الصلوٰات والتسلیمات کی حرمت کے صدقے۔
اس سے زیادہ سراسر دردمندی ہے۔

مکتوب نمبر (۴۶)

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ باری تعالیٰ و تقدس کا جوڑیوں ہی اس کی وحدت، بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت، بلکہ وہ تمام چیزیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پاس سے لے کر آئے سب کی سب بدیہی ہیں۔ دلیل اور منکر کی محتاج نہیں۔ علما کرام نے ان مذکورہ مفہومات کے بدیہی ہونے پر بہت کچھ لکھا ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو آپ کے آبائے کرام کے طریقہ پر قائم رکھے۔ آپ کے سب سے پہلے اور افضل باپ جناب نبی کریم پر اولا اور باقی پر ثانیاً صلوٰۃ و سلام کا نزول ہو۔

باری تعالیٰ و تقدس کا وجود اسی طرح اس ذات سبحانہ کی وحدت بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت بلکہ وہ تمام چیزیں جو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے سب بدیہی ہیں قوت مدیکہ کی آفات ردیہ اور امراض معنویہ محفوظ ہونے کی صورت میں کسی منکر و دلیل کی طرف محتاج نہیں۔ ان میں نظر و فکر کی ضرورت و وجود مرض اور ثبوت آفت کے زمانہ تک ہے۔ مرض قلبی سے نجات اور پردہ بصری کے اٹھ جانے کے بعد یہ سب چیزیں بدیہی ہو جاتی ہیں جس طرح صفراوی مرض والا شخص جب تک مرض صفراوی میں گرفتار ہے، گڑ اور معری کا میٹھا ہونا اس کے نزدیک محتاج دلیل ہے۔ لیکن اس مرض سے خلاصی پانے کے بعد وہ دلیل کا کچھ محتاج نہیں رہتا۔ وہ احتیاج جس کا منشا وجود مرض ہے، اس کی بجاہت سے کوئی منکر نہیں۔ بھینگنا بے چارہ جسے ایک شخص دو نظر آتے ہیں، اور وہ ایک کو ایک نہیں جانتا، معذور ہے۔ بھینگے آدمی میں مرض کا پایا جانا وحدت شخص کو بجاہت سے نہیں نکالتا۔ اور نظر و فکر کا محتاج نہیں بنا دیتا۔

اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اسند لال کی جولاٹھاہ بت ہی تنگ ہے اور دلیل کے ذریعے حقیقین کا حاصل ہونا بہت دشوار ہے۔ لہذا ایمان سے تعلق رکھنے والے یقین کو حاصل کرنے کے لیے مرض قلبی کے ازالے کی منکر کہنا ضروری ہے۔ مرض صفراوی میں مبتلا آدمی کے لیے معری کے

میٹھا ہونے پر دلیل قائم کرنے کی نسبت اس کے مٹھاس کا یقین حاصل کرنے کے لیے مرض صفراء کا ازالہ زیادہ ضروری ہے۔ دلیل سے کیا یقین حاصل ہوگا جبکہ اس کا وجدان اور ذوق مرض صفراء کے باعث مصری کے کروا ہونے کا فیصلہ کر رہا ہے۔

اسی طرح ہمارے اس مسئلہ میں نفس امارہ اپنی ذات کے لحاظ سے احکام شرعیہ کا منکر ہے اور اپنی افتاد طبع کے باعث ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہے۔ لہذا دلیل پیش کرنے والے کے وجدان کے انکار کے ہوتے ہوئے ان احکام صاف شرعیہ کے بارے میں یقین کا حاصل ہو جانا بہت مشکل ہے۔ اس لیے سب سے پہلے نفس کا تزکیہ کرنا ضروری ہے بغیر تزکیہ نفس دولت یقین کا میسر نہ دشوار ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّهَا، وَقَدْ خَابَ
مَنْ دَسَّهَا۔
بیشک فلاح پا گیا وہ جس نے تزکیہ نفس کر لیا
اور ناسمرا ہو گیا وہ جس نے نفس کو برا بنوایا
پھیلا دیا۔

اس بحث سے واضح ہو گیا کہ اس غالب شریعت اور اس ظاہر و طاہر ملت کا منکر و مباحی ہے
جیسا مصری کے مٹھاس کا منکر۔ ج

خوشید نہ مجرم ارکے بین نیست
سودج کا کیا جرم ہے اگر کوئی خود ہی نابینا ہو

توسیر و سلوک اور تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب سے مقصود آفات معنوی اور امراض قلبی کا ازالہ ہے۔ جس کی طرف آیت کریمہ فی قُلُوبِهِمْ قَمَرًا ضًا (ان کے دلوں میں مرض ہے) اشارہ کر رہی ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ ازالہ امراض کے بعد ہی انسان حقیقت ایمان سے محروم ہوتا ہے۔ آفات امراض کی موجودگی میں جو ایمان ہے وہ صرف ظاہری ایمان ہے کیونکہ نفس امارہ کا وجدان و ذوق ایمان کے خلاف اور تحقیقت کفر پر مقرر رہتا ہے۔ اس قسم کا ایمان اور اس قسم کی تصدیق محض ظاہری ہے اور مرض صفراء میں مبتلا شخص کی طرح ہے جو قند و نہات کی علادت کا اقرار تو کرتا ہے، لیکن اس کا وجدان اس کے اقرار کے خلاف ہوتا ہے۔ شکر کی علادت کا حقیقی یقین مرض صفراء کے نائل ہونے کے بعد ہی میسر آسکتا ہے۔ اس لیے نفس کے مطمئن ہو جانے اور تزکیہ کے بعد ہی حقیقت ایمان اپنی صورت دکھلاتی ہے اور اس وقت ہی ایمان وجدانی کیفیت کے سانچے میں ڈھلتا ہے۔ اور اس قسم کا ایمان زوال کے خطرہ سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور آیت:

اَلَا اِنَّ اَوْبَيَاہُ اللّٰہُ لَا تَخَوْفُ عَلَیْہِمْ
وَلَا ہُمْ یَخَافُوْنَ .
میں لو کہ جو اللہ کے ولی ہیں انہیں نہ کسی طرح کا
خوف ہے اور نہ غم۔

انہیں کی شان پر صادق آتی ہے۔

اللہ سبحانہ ہمیں اس کامل اور حقیقی ایمان سے بحرِ مستغنی امی قرشی علیہ علی آلہ من الصلوٰات افضلہا
ومن التسلیمات اکملہا مشرف ہوئے۔

مکتوب نمبر (۴۷)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

پہلے زمانے کی شکایت کے سلسلے میں جب کہ کفار نے غلبہ حاصل کر لیا تھا اور اہل اسلام
خوار اور بے اختیار ہو چکے تھے۔ اور اس بات کی ترغیب میں کہ ابتدائے حکومت میں ہی اگر دین کی
ترویج و اشاعت میسر آجائے تو بہتر ہے۔ تاکہ ایسا نہ ہو جائے کہ کوئی گمراہ اور گمراہ کمسنندہ
دریان میں آکر دے اور کارخانہ اہل اسلام کو درہم برہم کر دے۔ جیسا کہ اس سے قبل ہو چکا ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے آپاے کرام کے طریقہ پر ثبات رکھے۔ ان آپاے کرام میں سب
افضل سردار دو جہان پر پہلے اور باقی پر بعد میں صلوة و سلام اور تحیہ کا نزول و درود ہوتا رہے۔
بادشاہ جہان کے لیے اس طرح ہے جس طرح دل بدن کے لیے۔ اگر دل ٹھیک ہے تو بدن
ٹھیک ہے۔ اور اگر دل خراب ہے تو سارا بدن خرابی کا شکار ہوگا۔ بادشاہ کی درستی جہان کی درستی
ہے اور بادشاہ کا خراب ہونا ملک کو خرابی میں ڈال دیتا ہے۔

آپ جانتے ہوں گے کہ گزشتہ زمانے میں اہل اسلام کے سروں پر کیا کچھ گزر چکا ہے۔ ابتدائے
اسلام کے وقت جب کہ مسلمان تعداد میں بہت تھوڑے تھے اس وقت بھی اہل اسلام کی کس میری
اس حد کو نہیں پہنچی تھی۔ کیونکہ مسلمان اپنے دین پر قائم تھے اور کفار اپنے طریقہ پر۔ آیت کریمہ:
لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَ لِي دِیْنِی .
تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

اسی معنی کو بیان کرتی ہے۔

اس سے قبل کفار علانیہ غلبہ اور زور کے ساتھ دارِ اسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے رہے ہیں۔ اور
مسلمان اسلامی احکام کے انظار سے عاجز اور بے بس تھے۔ اگر مسلمان ایسا کرنے کی جرأت کرتے

تھے تو قتل کر دیے جاتے۔

ہائے ہلاکت! ہائے مصیبت!! ہائے افسوس اور غم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب ہیں ان کے ماننے والے تو ذلیل و خوار ہوں لیکن آپ کے منکسوں کی عزت امدان کا لحاظ ہو۔

مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کے ماتم میں تھے۔ اور معاند اور مخالفت لوگ تسخیر اور استعمار کے ذریعہ ان کے زخموں پر ننگ پاشی کرتے تھے۔ ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردوں میں روپوش ہو چکا تھا، اور حق کا نور باطل کے حجابات میں ایک طرف الگ ہو کر رہ گیا تھا۔

آج جبکہ دولت و نعمت اسلام کے آگے رکاوٹوں کے زوال کی خوشخبری اور اسلامی بادشاہ کے بیٹھنے کی بشارت خاص و عام کے کانوں تک پہنچ چکی ہے، اہل اسلام اپنے اوپر لازم کر لیں کہ بادشاہ کے مدد و معاون بنیں۔ اور ترویجِ شریعت اور تقویتِ دولتِ اسلام کی طرف رہنمائی کریں۔ یہ امداد و تقویت خواہ زبان سے میسر آئے خواہ ہاتھ سے۔ نعمتِ اسلام کی سب سے ادنیٰ مدد یہ ہے کہ مسائل شرعیہ کی وضاحت کی جائے۔ اور کتاب و سنت اور اجماع کے عقائد کلامی کا اظہار کیا جائے تاکہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں پڑ کر راستہ نہ روک دے اور کام کو خرابی اور فساد میں نہ ڈال دے۔ اس قسم کی امداد علمائے حق کے ساتھ مخصوص ہے جن کا رحمان آخرت کی طرف ہے۔ دنیا پرست علماء جن کا مقصود دینی دنیا ہے ان کی صحبت زہرِ قاتل ہے اور ان کی بدی کا فساد دوسروں کو بھی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند او خود گم است کرار ہمیری کند

جو عالم اپنے مقصود کی پوجا اور تن پروری میں مصروف ہو وہ خود گم کر رہا ہے۔

دوسرے کی کیا راہ ہمیری کہے گا۔

زمانہ ماضی میں جو بلا و آفت بھی اسلام کے سر نہ ٹوٹی وہ انہیں علماءِ سود کی شومی کی بدولت تھی۔ بادشاہوں کو یہی علماءِ سود راہِ راست سے بھٹکاتے ہیں۔ بہتر فرقہ جو گمراہی کی راہ اختیار کر چکے ہیں ان کے مقتدا یہی علماءِ سود ہیں۔ علماء کے اسوا گمراہوں کی گمراہی دوسروں تک کم ہی تبادلاً کرتی ہے۔ ظاہری لحاظ سے ہر قسم کی مدد کی استطاعت رکھنے کے باوجود جو شخص خدمتِ اسلام میں کوتاہی کرے اور اس کوتاہی کے سبب کارخانہ اسلام میں فتنہ اور خلل واقع ہو تو ایسا شخص لائقِ عقاب ہے۔ اس بنا پر یہ نتیجہ کم مایہ بھی چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو اسلام کی معاونت کرنے والی جماعت میں شامل دے

اور حسب استطاعت اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دے۔ اور مطابق:

مَنْ كَتَمَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ جو شخص کسی جماعت کے زیادہ ہونے کا باعث

بنتا ہے وہ انہیں میں شمار ہوتا ہے۔

احتمال ہے کہ اس بے استطاعت کو بھی اس عزت والی جماعت میں داخل کر لیں۔ اپنے آپ کو اس بڑھیا کی طرح تصور کرتا ہے جو سوز کی چند تاریں تیار کر کے لائی اور اپنے آپ کو حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیرداروں میں شامل کر لیا تھا۔

امید ہے کہ اس نزدیک میں ان شاء اللہ العزیز شرف حضور سے مشرف ہو گا۔ آپ کی بزرگ جناب سے توقع ہے کہ جب آپ کو مکمل طور پر بادشاہ کا قرب اور اس کی استطاعت میسر ہے تو خلوت و جلوت میں شریعت محمدی علیہ علی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو ذلت و خواری سے باہر نکالیں گے۔

اس رقعہ نیاز کا حامل مولانا حامد کاسر کا اقبال آثار سے وظیفہ مقرر ہے۔ گزشتہ سال اس نے حاضر ہو کر حاصل کر لیا تھا۔ اس سال بھی امید ہے کہ آیا ہے۔ حقیقی اور مجازی دولت میسر اور نصیب ہو۔

مکتوب نمبر (۲۸)

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فرید بخاری کی طرف صادر فرمایا۔

علمائے کرام اور دینی طلبہ کی عظمت نگاہ رکھنے کی ترغیب کے بیان میں جو شریعت کے

حامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ سبحانہ آپ کو محرمت سید انبیاء علیہ علیہم الصلوات والتسلیمات دشمنوں پر غلبہ و نصرت عطا فرمائے۔

مرحمت نامہ گرامی جس سے فقراد کو نوازا تھا فقیر اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ آپ نے مولانا محمد قلیج موفقی کے خط میں لکھا تھا کہ کچھ خیر طالب علموں اور صوفیوں کے لیے روانہ کر دیا گیا ہے۔ آپ نے جو دینی طلبہ کا ذکر خط میں صوفیوں سے پہلے کیا نظر محبت میں بہت ہی اچھا لگا۔ مطابق الظاہر عنوان الباطن (ظاہر باطن کا عنوان ہے) امید ہے کہ آپ کے باطن شریف میں بھی اس بزرگ جماعت کی تعظیم

پیدا ہر پہلی ہوگی۔

کل انا یتزئذبح بعا فیہ۔ ہر برتن سے وہی کچھ نمودار ہوتا ہے جو اس میں موجود ہوتا ہے۔

از کوزہ ہماں تراود کہ دوست

ع

کوزے سے وہی چیز نکلتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔

طالب علموں کو مقدم کرنے میں شریعت کی ترویج ہے۔ یہی لوگ شریعت کے حامل ہیں۔ ملت مصطفویہ علیہ علی آلہ الصلوٰات والتسلیمات ان ہی سے قائم ہے۔ کل قیامت کو شریعت کے بارے میں سوال کریں گے، تصوف کے متعلق نہیں پوچھیں گے۔ جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچنا شریعت پر عمل کرنے سے ہوگا۔ انبیاء کرام صلوٰات اللہ تعالیٰ و تسلیماۃ علیہم جو افضل اور بہترین کائنات ہیں انہوں نے شریعت کی ہی لوگوں کو دعوت دی ہے۔ اور نجات بھی اس شریعت پر ہی موقوف ہے۔ اور ان اکابر انبیاء کرام علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی بعثت اور تشریف آوری سے مقصود بھی تبلیغ شرائع ہے۔ لہذا اعلیٰ ترین نیکی یہ ہے کہ شریعت کی ترویج میں سعی اور کوشش کی جائے۔ اور احکام شرع میں ایک حکم کو جاری اور زندہ کرنا خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ اسلامی شعائر ختمے جا رہے ہوں، خدائے تعالیٰ عزوجل کے راہ میں کروڑ ہا روپیہ خیرات کر دینا بھی اس کے برابر نہیں جس طرح مسائل شرعیہ میں سے ایک مسئلے کو رواج دینا کیونکہ اس فعل میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی اقتداء ہے جو تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی نیکیاں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوتی ہیں۔ اور کروڑوں روپے خرچ کرنا تو غیر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی میسر آجاتا ہے۔ پھر شریعت مطہرہ کی پیروی میں نفس کی پوری مخالفت ہے۔ اور نفس کی سرشت شرع شریف کی مخالفت پر ہے۔ اور مال خرچ کرنے میں بعض اوقات نفس موافق بھی ہوتا ہے۔ ہاں مال خرچ کرنا تا نید و تقویت شرع اور ترویج ملت اسلام کی خاطر ہونا چاہیے۔ اور یہ بند ترین درجہ ہے۔ اور ایک کوڑی اس نیت سے خرچ کرنا اس کے ماسوا میں لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔

یہاں کوئی شخص یہ سوال نہ کرے کہ غیر حق تعالیٰ میں گرفتار طالب علم اس صوفی سے کیسے بہتر ہو سکتا ہے جو غیر حق کی گرفتاری سے آزاد ہو چکا ہے۔ کیونکہ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ سائل بات کی تہ تک نہیں پہنچا۔ طالب علم غیر حق میں گرفتاری کے باوجود مخلوقات کی نجات کا سبب اور ذریعہ ہے کیونکہ

احکام شرع کی تبلیغ اسے میسر ہے۔ اگرچہ خود اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہا۔ اور صوفی اپنے آپ کو غیر حق سے آزاد کر لینے کے باوجود مخلوق کی نجات سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ وہ شخص جو بیت سے لوگوں کی نجات اور خلاصی کا سبب ہو اس کا اس شخص سے بہتر اور افضل ہونا بالکل واضح ہے۔ جو صرف اپنی نجات کے سامان میں ہی مصروف ہو۔

ہاں وہ صوفی جس کو فنا اور بقا اور سیر عن اللہ اور سیر باللہ کے بعد عالم کی طرف لایا گیا ہو اور مخلوق کو رام راست کی طرف لانے کا فریضہ اسے تفویض کیا گیا ہو وہ مقام نبوت سے حصہ پا چکا ہے۔ ایسا صوفی مبلغین شریعت میں داخل ہے اور علماء شریعت کا ہی حکم رکھتا ہے۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے۔
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

مکتوب نمبر (۴۹)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

ان دو نعمتوں کو جمع کرنے میں کہ ظاہر کو احکام شرع سے آراستہ کیا جائے۔ اور باطن کو حق سبحانہ کے ماسوائے آنا دیکھا جائے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ دولت ظاہری اور سعادت معنوی سے سرفراز فرمائے۔

ظاہری دولت و حقیقت یہ ہے کہ انسان کا ظاہر احکام شرعیہ مطہر علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التہنئہ سے آراستہ ہو۔ اور معنوی سعادت یہ ہے کہ بندے کا باطن حق سبحانہ و تعالیٰ کے ماسوائے گرفتاری سے نجات یافتہ ہو۔ دیکھیے کس صاحب نصیب کو ان دونوں نعمتوں سے سرفراز کرتے ہیں۔

کارلین ست وغیرا میں ہمہ پہنچ

اصل کام یہی ہے۔ اس کے سوا کچھ پہنچ ہے۔

زیادہ گفت گز در دوسری ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۵۰)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔
دنیا کینی کی مذمت کے بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے ماسوائی کی گرفتاری سے آزادی عطا کرے اور مکمل طور پر اپنی ذات کا گرفتار بنائے، اس سید بشر بنی کی حرمت سے جو غیر حق کی طرف نظر اٹھانے کی کجی سے آزاد تھے، علیہ علی آلہ الصلوٰات والتسلیمات۔

دنیا بظاہر شیریں ہے اور صورت میں نر و نازہ دکھائی دیتی ہے لیکن حقیقت میں زہر قاتل اور بے کار سامان ہے اور اس میں گرفتاری بے فائدہ بات ہے۔ دنیا کی نظر میں مقبول در حقیقت خوار ہے اور اس پر فریفتہ ہونے والا دیوانہ ہے۔ یہ سونا چڑھائی ہوئی سجاست کی طرح اور شکر تلے ہوئے زہر کی مانند ہے بظلمت وہ ہے جو اس بے رونق سامان پر فریفتہ نہ ہو اور اس خراب سامان میں گرفتار نہ ہو۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص وصیت کر گیا کہ میرا مال صاحب عقل کو دینا، تو اس وقت کے زائد کو دینا چاہیے جو دنیا سے بے رغبت ہے۔ اس کی یہ بے رغبتی اس کی کمال تیر کی کے باعث ہے۔ اس سے زیادہ فضول گوئی میں داخل ہے۔

دوسری تکلیف یہ دی جاتی ہے کہ فضائل آب شیخ ذکر کیا اس عمر اور اس سال میں ملازمت تحصیلداری میں گرفتار ہے۔ اس گرفتاری کے باوجود ہر وقت دیوبی محاسبے کو بہ نسبت اخروی محاسبے کے بہت آسان جانتا ہے اور اخروی محاسبے سے ہر وقت ہراساں رہتا ہے۔ اس عالم اسباب میں وسیلہ عظمیٰ آپ کی توجہ شریعت کو ہی جانتا ہے اور اس بات کا امیدوار ہے کہ نئے کاغذات میں بھی اس کا نام درج کر لیا جائے گا۔ کیونکہ شیخ مذکور آپ کی درگاہ عالی کے خادموں میں سے ہے۔

تو مراد دل وہ ودیسی ہیں رو بہ خویش خوان و شیریں ہیں

آپ مجھے دن عطا کریں پھر دلیری دیکھیں۔ مجھے اپنی لومڑی کہہ کہہ بکاریں اور پھر میری شیریں دیکھیں۔
بحرمت نبی امی اور بحرمت آپ کی آل بزرگ کے علیہ علیہم من الصلوٰات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا آپ کو ظاہری و باطنی دولت و نعمت حاصل ہو۔

مکتوب نمبر (۱۵)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

روشن شریعت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ترویج و اشاعت کی ترغیب کے بیان میں
حق سبحانہ و تعالیٰ سے درخواست ہے کہ خلاصہ بزرگان عظام کے وجود مبارک کے وسیلہ سے
روشن شریعت کے ارکان اور پرورش اسلام کے احکام قوت پکڑیں اور رواج پذیر ہوں۔ مع
کار این ست و غیر این حسرتیں
اصل کام یہی ہے۔ اس کے سوا سب کچھ بیچ ہے۔

آج غر باہل اسلام کو اس طرح کے گرداب ضلالت میں نہات کی امید بھی اہل بیت خیر البشر
علیہ علی آلہ من الصلوٰۃ اتقا و من التجات والتلبیات اکلمہا کے سفینہ سے ہی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام فرماتے ہیں:

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي كَمَثَلِ سَفِينَةٍ
نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَّى وَمَنْ خَلَّفَ
عَنْهَا هَلَكَ۔
میرے اہل بیت کا حال کشتی نوح کی طرح ہے۔
جو شخص اس میں آگیا نہات پاگیا اور جو اس سے
پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔

اپنی بندہ مت کو مکمل طور پر اس بات پر لگا دیں کہ اس سعادت عظمیٰ کو حاصل کر لیں۔ اللہ سبحانہ
کی عنایت و مہربانی سے جاہ و جلال عظمت و شوکت سب کچھ آپ کو حاصل ہے۔ ذاتی شرافت کے
ساتھ ترویج شریعت کی سعادت بھی اگر مل جائے تو سبقت کا گیند سعادت کی چوگان کے ساتھ آپ
سب سے آگے لے جاسکتے ہیں۔ یہ حقیر تاہم ترویج شریعت حقہ کی خاطر اس طرح کی باتیں ظاہر کرنے کے
ارادے سے آپ کی خدمت شریف کی طرف متوجہ ہوا ہے۔

رمضان شریف کا چاند دہلی میں دیکھا۔ حضرت والدہ بزرگوار کی مرضی یوں محسوس کی کہ میں رُکناؤں۔
اس ضرورت کے تحت پورا قرآن مجید سن لینے تک رُک جاسنے کا پروگرام بنانا پڑا۔ ہر کام اللہ سبحانہ کے
قبضہ قدرت میں ہے۔ آپ کو سعادت و اربین نصیب ہو۔

۱۔ مشکوٰۃ، بروایت ابن زعفرانی۔ و مسند احمد و بزار بروایت ابن عباس و ابن الزبیر۔ اور عاکم از
ابن زعفرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

مکتوب نمبر (۵۲)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر ہوا۔

نفس الامارہ کی مذمت اور اس کی مرض فانی اور اس مرض کے ازالے کے علاج کے بیان میں آپ کا رحمت نامہ گرامی جس سے اندر دئے شفقت و مہربانی آپ نے اس غفلت و عاگو کو ممتاز و مشرف فرمایا تھا، بندہ اس کے مضمون کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کے اجر و ثواب کو عظیم کرے۔ آپ کی فتور و منزلت بند کرے، آپ کو شرح صدر نصیب فرمائے، اور آپ کے کام آسان کرے، آپ کے جد امجد کی حرمت سے علیہ علی آلہ من الصلوٰۃ افضلہا و من التسلیات اکملہا۔ اللہ ہم سب کے ظاہر باطن ان کی متابعت پر ثبات و قیام رکھے۔ اور اس دعا پر آمین کہنے والے پر رحم فرمائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بڑے دوست اور ہدف و غرضین (نفس) کی شکایت کے طور پر چند فقرے لکھ کر روانہ کیے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ قبول کر لیجئے والے کانوں سے ان کو سنیں گے۔

مخدوم امیر! انسان کا نفس امارہ جاہ اور سرداری کی محبت پر پیدا کیا گیا ہے اس کا ارادہ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے اقربان اور محضر لوگوں پر بلندی اور فوقیت حاصل کرے۔ اور اس کی ذات کا تقاضا یہ ہے کہ ساری مخلوق اس کی محتاج ہو، اور اس کے احکام کی اطاعت اور پیروی کرے، اور وہ خود کسی کا محتاج نہ ہو، اور نہ اس پر کوئی حکم چلائے۔ یہ دراصل اس کی طرف سے دعویٰ خدائی ہے، اور وہ فلاں شریک ذات جل سلطانہ کے ساتھ دعویٰ ہمسری ہے۔ بلکہ یہ بے سعادت نفس شریک پر بھی راضی نہیں۔ یہ چاہتا ہے کہ صرف وہی حاکم ہو اور باقی سب اس کے محکوم و تابع ہوں۔ حدیث قدسی میں آچکا ہے:

عَاذَ نَفْسِكَ يَا لَهَا اَنْتَ صَبَّاتٌ
اپنے نفس سے عداوت رکھ، کیونکہ یہ میری دشمنی
یَمْعَا دَاتِي
پر کمر بستہ ہے۔

تو اپنے نفس کی پرورش کرنا، اس کی مرادیں حاصل کرنا، مرتبہ، سرداری، بڑائی اور تکبر وغیرہ فراہم کرنا، دراصل اللہ تعالیٰ کے دشمن کی امداد کرنا اور اس کو تقویت پہنچانا ہے۔ اس کی قباحت اور برائی اچھی طرح محسوس کرنی چاہیے۔ حدیث قدسی میں وارد ہے:

اَلْكِبْرُ يَأْخُذُ رَأْسِي وَالْعِظْمَةُ اِذَا رَمَى
بڑائی میری چادر ہے، اور عظمت اور بلند قدری

لے یہ الفاظ دراصل حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات قدسیہ میں سے ہیں۔

مَنْ نَادَىٰ عُنَىٰ فِي شَيْءٍ مِنْهُمَا أَدْخَلْتُهُ
فِي النَّارِ وَلَا أَبَا لَهُ
میری شلوار ہے۔ تو جو شخص ان دونوں میں سے
کسی کے بارے میں بھی مجھ سے جھگڑے گا (یعنی کسی

کوشش کرے گا) میں اسے آگ میں داخل کروں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں
کیونکہ میں خالص دینا حق سبحانہ کے نزدیک اس بنا پر ملعون اور مغضوب ہے کہ دنیا کا حصول نفس کی
مراویں حاصل ہونے میں اس کا مدد و معاون ہے۔ تو جو دشمن خدا کی مدد کرے وہ ضرور لعنت کا سزاوار ہے
اور فقر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہے۔ کیونکہ فقر میں نفس کے لیے نامرادی ہے اور یہ اسے عاجز و
بے بس کرتا ہے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجنے سے مقصود اور احکام شریعہ کا مکلف بنانے میں
حکمت اس نفس امارہ کو عاجز و خراب کرنا ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتیں نفسانی خواہشات
کو دور اور زائل کرنے کے لیے وارد ہوئی ہیں جس قدر شریعت کے تقاضوں کے مطابق عمل ہوگا اسی قدر
نفسانی خواہشات زوال پذیر ہوں گی۔ لہذا احکام شریعہ میں سے ایک حکم کو بجالانا خواہش نفسانی کو
زائل کرنے میں ان ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے بہتر ہے جو اپنے طور پر کیے جاتیں۔ بلکہ یہ ریاضتیں
اور مجاہدے جو روشن شرع کے مطابق واقع نہیں ہوئے نفسانی خواہشات کے موید بنتے ہیں اور ان کو
تقویت پہنچاتے ہیں۔ بدھمتوں اور جوگیوں نے بھی ریاضتوں اور مجاہدوں میں کمی اور کوتاہی نہیں کی
لیکن یہ سب کچھ ان کے لیے کچھ بھی سودمند ثابت نہ ہوا۔ اور انہیں ان سے نفس کی تقویت و تربیت
کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔

مثال کے طور پر ایک دام اداۓ زکوٰۃ کے طور پر جس کا شریعت نے حکم دیا ہے نفس کی خواہشات
کی دیرانی میں بے حکم شرع ہزار دینار صرف کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ اور شریعت کے حکم کے
مطابق عید الفطر کے دن کھانا کھانا خواہش نفس کو زائل کرنے میں اپنے طور پر کئی سال روزے رکھنے سے
زیادہ نفع دیتا ہے۔ اور فجر کی دو رکعت فرض نماز باجماعت ادا کرنا جو سنت ہے اس سے کئی
مراتب بہتر ہے کہ انسان ساری رات نفل پڑھنے میں گزارے اور فجر کی نماز جماعت سے ادا
نہ کرے۔

مختصر یہ کہ جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہو وہ اپنے آپ کو بزرگ جاننے کے مایہ نولیا کی جہالت
سے نکل نہیں سکتا۔ اور ایسی صورت میں نجات ناممکن ہے۔ اس مرض کے ازالے کی فکر بہت ضروری
۱۷ مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسلم۔

ہے: تاکہ ایسا نہ ہو جائے کہ یہ مرض موت ابدی (آخرت میں نجات سے محرومی) کی نیند سلا دے۔
 کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جو اندرونی اور بیرونی خداؤں کی نفی اور انہیں مٹانے کے لیے وضع
 کیا گیا ہے، نفس کے تزکیے اور اس کی تطہیر کے لیے بہت ہی نافع اور مناسب ہے۔ اکا بر طریقت
 قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم نے تزکیہ نفس کے لیے اسی کلمہ طیبہ کو اختیار فرمایا ہے۔
 ”باجاروب لا ندونی راہ“ نرسی در سراے اِلا اللہ

یعنی جب تک تم لا کے جھاڑو سے راستہ صاف نہیں کرو گے اِلا اللہ کی سڑ میں قدم نہیں رکھ سکتے۔
 چونکہ نفس سرکش کی مقام میں رہتا ہے اور عمدہ ٹوٹنے میں چست ہے اس لیے اس کلمہ طیبہ کے
 بار بار تکرار سے ایمان کی تجدید کرتے رہنا چاہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:
 ”بِحَلِّ دُورِ اِيْمَانِكُمْ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے اپنے ایمان کی
 اِلا اللہ۔ تجدید کرتے رہو۔

بلکہ ہر وقت اس کلمہ طیبہ کا تکرار رہنا چاہیے کیونکہ نفس امارہ ہر وقت بجاٹھٹھ کرنے پر تیار رہتا ہے
 حدیث شریف میں اس کلمہ مبارک کے فضائل میں وارد ہوا ہے کہ اگر تمام آسمانوں اور تمام زمینوں
 کو ایک پلہ میں رکھیں اور اس کلمہ کو دوسرے پلہ میں تو اس کا پلہ دوسرے پلہ پر غالب رہے گا۔
 سلامتی کا نزول ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی آراء الصلوات
 والتسلیمات کی متابعت کو اپنا شعار بنائے اور اپنے اوپر لازم جانے۔

مکتوب نمبر (۵۳)

یہ مکتوب بھی سیادت اقسام شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا
 اس بیان میں کہ علمائے سوء کا اختلاف جہان کی بربادی کا باعث ہے۔ اور اس کے نتائج
 امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے آبا کرام کے راستہ پر قائم اور ثابت رکھے۔
 ۱۔ احمد و طبرانی بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

۲۔ یہ حدیث ابن جابر اور نسائی میں بروایت حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سند بزار
 میں بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما موجود ہے۔

یہ بات سننے میں آئی ہے کہ بادشاہ اسلام نے دیندارانہ فطرت کی خوبی کے باعث جو ان میں پائی جاتی ہے آپ کو حکم دیا ہے کہ چار دیندار علماء میا کریں جو ہر وقت دربار شاہی میں حاضر رہیں، اور احکام شرعی بیان کرتے رہیں تاکہ کوئی امر خلاف شرع واقع نہ ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْذَرَ عَلٰی ذٰلِکَ۔ مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر کیا خوشخبری ہو سکتی ہے، اور اتم زودول کو اس سے اچھی کیا بشارت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ حقیر اسی غرض کے لیے آپ کی خدمت عالی کی طرف متوجہ ہے، میسا کہ اس کا متعدد بار اظہار کر چکا ہے۔ ضرورت کے مطابق اس بار سے بھی کچھ کہنے اور لکھنے میں اپنے آپ کو کوتاہی میں نہیں ڈالے گا۔ امید ہے کہ بوجہ محسوس نہیں کریں گے۔

غرض مند دیوانہ ہوتا ہے، پناہ پتھر عرض کرتا ہے کہ دیندار علماء بلاشبہ بہت کم ہیں جن کے دلوں سے مرتبہ اور سرداری کی محبت نکل چکی ہو، اور جن کا مطلب و مدعا اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ شریعت کی ترویج اور ملت اسلام کی تائید و تقویت ہو۔ مطلب جاہ کی صورت میں ان علماء میں سے ہر ایک الگ الگ پہلو اختیار کرے گا اور اپنی فضیلت اور بزرگی کا اظہار کرے گا۔ اور اختلافی باتیں درمیان میں لائے گا، اور اس روش کو بادشاہ کی نزدیکی کا ذریعہ بنائے گا۔ اس صورت میں تبلیغ دین کی مہم اہتری اور خرابی کا شکار ہوگی۔ گزشتہ زمانے میں بھی علماء کے اختلافات عالم اسلام کو بلا اور فتنے میں مبتلا کر چکے ہیں۔ ایسی ہی صورت اب بھی درپیش آ سکتی ہے۔ اس طرح دین کی ترویج کیا ہوگی، اٹھٹی دین کی تحریب ہوگی۔ اللہ سبحانہ کی اس سے پناہ اور علماء سوء کے فتنے سے بھی خدا کی پناہ۔ اس غرض کے لیے اگر ایک عالم کو منتخب کریں تو بہتر ہوگا۔ اگر علمائے آخرت میں سے کوئی میسر آ جائے تو یہ کتنی بڑی سعادت ہوگی کیونکہ ایسے عالم کی صحبت کبریتِ احمر ہے۔ اور اگر ایسا نیک پرہیزگار عالم نہ مل سکے تو صحیح سوچ بچار کے بعد اسی جنس میں سے سب سے بہتر کا انتخاب کر لیں۔ اگر ایک چیز مکمل طور پر میسر نہ آ سکے تو اسے بالکل ہی توڑ نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں جس طرح لوگوں کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے، لوگوں کی بربادی کا باعث بھی یہی علماء ہی ہیں۔ بہترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں اور بدترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں۔ لوگوں کی ہدایت اور ان کی گمراہی انہیں سے وابستہ ہے۔

کسی بزرگ نے اعلیٰس معین کو دیکھا کہ فارغ اُحد بے کار بیٹھا ہے۔ اس کا راز دریافت کیا، تو اعلیٰس نے بتایا کہ اس وقت کے علماء ہمارے کام کو انجام دے رہے ہیں اور مہکانے اور گمراہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔ (مجھے تنگ و دو کرنے کی ضرورت نہیں) ۷

عالم کہ کامرانی و تن پروری کسند
اونویشتن گم است کرد بہری کسند

ہو عالم غرض پرستی اور تن پروری کرے وہ خود ہی گم کردہ راہ ہے اور سرے کی رہبری کیا کرے گا؟
غرض یہ ہے کہ اس معاملہ میں شکریہ صبح اور سچے غور کو ملحوظ رکھ کر اقدام کریں۔ جب بات بانٹنے سے نکل
جاتی ہے تو پھر اس کا کچھ علاج نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ آپ جیسے دانا اور زیرک لوگوں کے سامنے ایسی باتوں
کے اظہار میں شرم بھی آتی ہے لیکن اس مقصد کو اپنی سعادت کا ذریعہ اور موجب خیال کرتے ہوئے آپ کو
تکلیف دینے کا باعث بنا ہے۔

مکتوب نمبر (۵۴)

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے اکابر شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا

اس بیان میں کہ بدعتی کی صحبت سے بچنا لازم و ضروری ہے۔ بدعتی کی صحبت کا نقصان کا فر
کی صحبت کے نقصان سے بھی زیادہ ہے۔ اور بدعتی فرقہ میں سب سے بدترین فرقہ شیعہ شیعہ ہے۔
اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عظیم عطا کرے تمہاری قدر اور منزلت بلند کرے اور تمہارے کام آسان
کرے، بھرت سید بشر، جو نظر کی کمی سے پاک و منزہ تھے۔ عَلَیْہِ وَعَلِیْ اللہ من الصَّلوات افضلھا
ومن التسلیمات اکملھا۔

مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ لِحَبِشْکَ
بِخُصِّ لَوْ لَوْ کَا شُکْرُکَ زَارِئِیْ ہُوَ تَاوَدَ خَدَّائِیْ
اللہ۔
کا شکر بھی نہیں کرتا۔

تو ہم فقیروں پر آپ کے احسانات کا شکر لازم ہے۔ اول اول ہمارے خواجہ (حضرت پیر و شیر
خواجہ محمد الباقی قدس سرہ) کی ظاہر و دل جمعی کا سبب آپ ہی بنے تھے۔ آپ کے طفیل اس جمعیت
میں ہم لوگ حق سبحانہ و تعالیٰ کی طلب میں مصروف رہے اور اس کا وافر حصہ ہم لوگوں نے
حاصل کر لیا۔

احمد ترمذی شریف، ابواب البر والصلۃ بروایت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ حدیث
درجہ حسن میں ہے۔

پھر دوبارہ مطابق کینڈیٹ بموت الکبراء (بڑوں کے فوت ہو جانے کے باعث مجھے بڑا بنا دیا گیا) جب نوبت اس طبقہ تک آپنچی تو فقراء کے جمع ہونے کا ذریعہ اور طالبانِ حق کے انتظام کا باعث بھی آپ ہی ہیں۔ جزاکم اللہ سبحانہ عنا خیر الجزاء سے

گر برتنِ من زباں شود ہر موی یک شکر تو از ہزار تو اغم کرو

اگر میرے جسم کا ہر بال زبان بن جائے تو میں ہزار میں سے آپ کا ایک شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

میری یہ آرزو ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں آپ کے جدِ مکرم سید المرسلین علیہ و علی آلہ و علیہم من الصلوٰت و التسلیمات کے طفیل ہر نامناسب بات سے محفوظ رکھے۔

یہ فقیر آپ کی صحبت گرامی سے دور پڑا ہوا ہے۔ مجھے علم نہیں کہ آپ کی مجلس شریف میں کس قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں۔ اور خلوت و جلوت میں آپ کے مومن یکے لوگ ہیں سے

خواہم بشدا ز دیدہ دریں منکر جگر سوز

کا خوش کہ مشد منزل و آسائش خواہت

بلکہ جو بلا دینے والے اس فکر سے میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی ہے کہ کس شخص کی آغوش میں آپ کی منزل اور آپ کی نیند کی آرام گاہ بنی ہوئی ہے۔

اس بات پر یقین رکھیں کہ بدعتی کی صحبت کی خرابی کا فرق کی صحبت کی خرابی اور نقصان سے زیادہ ہے۔ اور تمام بدعتی فرقوں میں سے بدترین وہ گروہ ہے جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض و عناد رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود اس گروہ کو کفار کے نام سے یاد کرتا ہے:

لَيَغِيظُ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔ اللہ تعالیٰ غصے میں مبتلا کرتا ہے صحابہ کرام کو

دیکھنے سے کفار کو۔

قرآن مجید اور شریعت مطہرہ کی تبلیغ و اشاعت صحابہ کرام نے کی ہے۔ اس مبارک گروہ پر طعن و اعتراض لازم آتا ہے۔ قرآن حکیم کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا ہے۔ اگر حضرت عثمان مطعون و قابلِ اعتراض تھے تو قرآن کو بھی غلط کہنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک و بے بن لوگوں کے عقائد سے پناہ میں رکھے۔

وہ اختلافات اور جھگڑے جو صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی واقع ہوئے، خواہش نفسانی کے باعث ہرگز نہیں تھے۔ یہ حضرات خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پاک میں تزکیہ کے مقام میں پہنچ چکے

تھے اور امارگی سے انہیں آزادی مل گئی تھی۔

میں اس قدر جانتا ہوں کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ اس باب میں حق پر تھے اور ان کے مخالف خطا پر تھے۔ لیکن ان کی یہ خطا خطا، اجتماع دی ہے جو حد فتق تک نہیں پہنچاتی۔ بلکہ اس طرح کی خطا میں ملامت کی بھی گنجائش نہیں۔ کیونکہ خطا اجتماع دی میں غلطی کے لیے بھی ایک درجہ ثواب ہے۔ اور بزرگ بد قسمت صحابہ کرام میں سے نہیں۔ اس کی بد بختی میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ اس بد بخت نے جو کام کیا وہ کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کر سکتا۔

بعض علمائے اہل سنت نے اس پر لعنت کرنے میں جو توقف کیا ہے اس پر راضی ہونے کی بنا پر نہیں کیا بلکہ رجوع اور توبہ کے احتمال کی رعایت کے باعث کیا ہے۔

آپ کی مجلس شریف میں قطب زمانہ بندگی مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کی معتبر کتابوں میں ہر روز کچھ نہ کچھ حصہ پڑھا جانا چاہیے۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ انہوں نے صحابہ پیغمبر علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کس طرح صفت و ثنا کی ہے اور کیسے ادب سے ان کو یاد کیا ہے تاکہ مخالف لوگ شرمندہ اور ذلیل ہوں۔

آج کل اس بد خواہ گروہ نے بہت غلو کرنا شروع کر رکھا ہے اور ملک کے اطراف و جوانب میں پھیل چکے ہیں۔ اسی بنا پر اس بارے میں چند کلمات لکھے گئے ہیں تاکہ آپ کی صحبت اور مجلس شریف میں اس طرح کے بد خواہوں کو جگہ نہ مل سکے۔ ثبتکم اللہ تعالیٰ علی الطریقة المرضیۃ اللہ تعالیٰ آپ کو پسندیدہ طریقہ پر قائم رکھے۔

مکتوب نمبر (۵۵)

انصار محبت میں سیادت پناہ شیخ عبدالوہاب بخاری کی طرف صادر فرمایا
کچھ عرصہ سے پہلے ربط و تعلق کے علاوہ دل کو آپ سے مزید محبت پیدا ہو چکی ہے۔ اس بنا پر فقیر آپ کے لیے غائبانہ دعائیں مشغول و مصروف ہے۔ اور جب کہ سرور کائنات، مغفرت موجودات علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا ہے:

مَنْ أَحَبَّ أَخَاهُ فَيُعَلِّمُهُ آيَاكَ - (جو مسلمان بھائی سے دوستی رکھتا ہو تو چاہیے کہ اسے اس ذاتِ حق سے واقف کرے)

اے مسند احمد، بخاری، ادب مفرد، ترمذی، ابن جہان و حاکم۔

آپ سے اپنی محبت کا اظہار کرنا مناسب اور بہتر خیال کیا۔ اور اس محبت کے سبب جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقرباء (سادات کرام) سے پیدا ہو چکی ہے، امیدواری کا رشتہ پورے طور پر ہاتھ میں لا چکا ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ان (سادات کرام) کی محبت پر استقامت نصیب فرمائے، بھرتہ سید البشر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

مکتوب نمبر (۵۶)

ایک سید صاحب کی سفارش کے سلسلے میں یہ مکتوب بھی شیخ عبدالوہاب بخاری کی طرف صادر فرمایا۔

سادات کرام کی فوات جو کثیر البرکات ہیں، سرور دین و دنیا سے جزئیات (نسبی تعلق) کی بنا پر اس سے بلند تر ہیں کہ یہ فقیر زبان قاصر کے ساتھ ان کی فضیلت اور صفت و ثنا کرے۔ صرف اپنی سعادت کا ذریعہ جانتے ہوئے اس باب میں جرأت کرتا ہے۔ بلکہ اس وسیلہ سے اپنی متائش کرتا ہے۔ اور ان کے ساتھ دوستی کا اظہار کرتا ہے جس کا امور ہے۔

اے اللہ! ہمیں بظیفیل حضور سید المرسلین علیہ علی آلہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سادات کرام کے ساتھ محبت کرنے والوں میں سے کر۔

اس عریضہ نیاز کا حامل میر سید احمد سادات مائتہ میں سے ہے۔ اور طالب علم اور نیک آدمی ہے۔ اسباب معاش کی تنگی کا شکار ہے۔ اسی بنا پر اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر سرکار عالی میں گنجائش ہو تو شخص مذکور اس کا اہل ہے۔ اور اگر آپ کے گنجائش نہ ہو تو اپنے مخلصین میں سے کسی کو سفارش کریں تاکہ یہ شخص تنگی معاش کے اسباب سے بے فکر ہو جائے۔ جبکہ یقین تھا کہ خود آنجناب فقر و اور محتاج لوگوں کی طرف پوری توجہ رکھتے ہیں۔ خاص کر سادات عظام کی امداد کی طرف زیادہ توجہ فرماتے ہیں تو یہ چند کلمے لکھنے کی جرأت کی۔ روانگی کے وقت یہ شخص اگرچہ رخصت کی سعادت سے سعادتمند نہیں ہوا، تاہم مخلصین کے گردہ میں شامل ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ سادات کرام کی محبت اور اخلاص پر استقامت عطا فرمائے۔ زیادہ گستاخی کی جرأت نہیں کرتا۔

لے سامانہ ہندوستان میں سرہند شریف کے قریب ایک شہر ہے۔

مکتوب نمبر (۵۷)

نصیحت کے متعلق شیخ محمد یوسف کی طرف صادر فرمایا۔

حق سبحانہ و تعالیٰ بظلیل حضور سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ و علیہم من الصلوٰات افضلہا و من التسلیمات اکملہا آپ کو آپ کے آباء کرام کے طریقہ مستقیمہ پر استقامت عطا فرمائے۔

آپ کے خاندان میں بزرگی موروثی شے ہے۔ ایسے طریقہ پر زندگی گزاریں کہ یہ وراثت میسر آجائے۔ ظاہر کو ظاہر شریعت کے ساتھ اور باطن کو باطن شریعت کے ساتھ جو حقیقت سے عبارت ہے آراستہ اور مزین رکھیں۔ کیونکہ حقیقت و طریقت حقیقت شریعت اور اس حقیقت کے راستے سے عبارت ہیں یہ بات نہیں کہ شریعت اور چیز ہے اور طریقت و حقیقت امر دیگر ہے۔ کیونکہ یہ تو الحاد اور زندقہ ہے۔ آپ کے متعلق فقیر کا گمان بہت نیک ہے۔ بعض واقعات کو بھی اس معنی کا گواہ پاتا ہے۔ اور اس ماجر سے کچھ قدر سے بیان آپ کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے بھی کیا تھا۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ شیخ عبدالغنی درستی سے آراستہ اور نیک فطرت ہے۔ اگر آپ کی بلند خدمت میں کسی کام کے سلسلے میں رجوع کرے تو ضرور اس کی طرف التفات اور توجہ فرمائیں۔ والسلام والا کرام۔

مکتوب نمبر (۵۸)

سیادت آبا سید محمد کو کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ جس راہ کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں وہ سارے کا سارا سات قدم ہے۔ اور اس امر کے بیان میں کہ دوسرے سلاسل کے شائع کے بخلاف شائع نقشبندیہ نے میر کی امتداد عالم امر سے کی ہے۔ اور اس بیان میں کہ ان بزرگوں کا طریقہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ اور جو اس کے مناسب باتیں ہیں۔

التفات نامہ گرامی وارد ہوا۔ چونکہ اس سے بلند گروہ (نقشبندیہ) کی باتیں سننے کا شوق معلوم ہوتا تھا، اس بنا پر سوال کا جواب دینے اور مطلوب و مدعا کی طرف رغبت دلانے کے لیے ناچار چند باتیں تحریر میں لائی ہیں۔

مخدوم گرامی! جس راستے کو ہم طے کرنے کے درپے ہیں وہ سارا سات قدم ہے جس طرح انسان کے سات لطیفے ہیں۔ دو قدم تو عالم خلق میں ہیں جو قالب (بدن) اور نفس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں جو قلب، روح، سر، خفی اور اخفی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان سات قدموں میں سے ہر قدم میں دس ہزار حجابات اٹھاتے ہیں۔ یہ حجابات نورانی ہوں یا ظلمانی (سیاہ) :

اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ
نُّوْرِ وَظُلْمَةٍ۔ بیشک اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ستر
ہزار پردے ہیں نور اور ظلمت کے۔

اول قدم میں جو عالم امر میں رکھتے ہیں تجلی افعال ظاہر ہوتی ہے۔ دوسرے قدم میں تجلی صفات، تیسرے قدم میں تجلیات ذاتیہ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ پھر تجلیات کے فرق کے مطابق آگے ترقی کرتا چلا جاتا ہے، جیسا کہ اہل معرفت سے پوشیدہ نہیں۔ اور ان سات قدموں میں سے ہر قدم میں بندہ اپنے سے دور اور حق سبحانہ کے نزدیک ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان قدموں کے مکمل ہونے کے ساتھ قرب الہی بھی مکمل ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ فنا اور بقا سے مشرف کر دیے جاتے ہیں اور ولایت خاصہ کے درجے تک پہنچا دیے جاتے ہیں۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں۔ بخلاف دوسرے سلسلوں کے مشائخ قدس سرہم کے۔ لہذا طریقہ نقشبندیہ وصول کے لیے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے۔ تھوڑی طور پر دوسروں کی انتہا ان کی ابتداء میں درج ہے۔ مع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

سیرے گلستان سے میری بہار کا اندازہ کرو۔

ان بزرگوں کا طریقہ بعینہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کیونکہ ان بزرگوں (صحابہ کرام) کو حضور خیر البشر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی پہلی صحبت میں ہی اس مشکوٰۃ شریف۔

بطریق اندراج نہایت و بہت وہ کچھ میسر آگیا جو کامل اولیا، امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی بہت کم ہی میسر آتا ہے۔ لہذا وحشی علیہ الرحمۃ قائل سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صرف ایک بار صحبت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا، حضرت اویس قرنی سے جو خیر القابین ہیں، افضل قرار پایا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا حضرت معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ تو آپ نے جواب دیا "وہ بخارجو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی درجے عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ تو سوچنا پتا ہے کہ جس گروہ کی ابتداء میں دوسروں کی نہایت درج ہے، ان کی نہایت کیسی ہوگی، اور دوسروں کے علم میں ان کی نہایت کیسی آسکتی ہے؟

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ سَمَائِكَ إِلَّا
اللہ کے شکروں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی
نہیں جانتا۔

۷۔ قاصرے گزندیں طافندہ الطعن قصو
عاش اللہ کہ برآمد زبانیں اس گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند
رو بہ از حیلہ چہا بگسلد این سلسلہ
اگر کوئی کوتاہ نظر اس گروہ کو قصور وار شیرانے، تو عاشق اللہ کہ میں زبان پر اس گلہ کو لاؤں۔

جہاں کے سارے شیر اس سلسلہ سے منسلک ہیں۔ لہذا یہی جیلے بنانے سے اس سلسلے کو کس طرح توڑ سکتی ہے۔

۸۔ وحشی بن حرب۔ آپ حضرت حبیرون مطعم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے بحالت کفر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ احد میں شہید کیا۔ لیکن بعد میں حلقہ گروش اسلام ہو گئے۔ اور خلافت صدیقی کے زمانہ میں اپنے میلہ کذاب مدعی نبوت کو قتل کر کے واصل جہنم کیا۔

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا آپ فرماتے تھے
تاہمین میں سب سے بہتر ایک مرد ہے جس کو اویس کہتے ہیں الہ۔ مشکوٰۃ۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کے سرداروں اور فقہاء امت میں سے ہیں۔ آپ کی قیات جمع خیرات اور مصدر برکات تھی۔

۱۱۔ عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاص۔ آپ فاضلان اموی سے ہیں اور امیر المومنین میں اور اپنے وقت کے قطب ہوئے ہیں۔ آپ کے فضائل و مناقب کتب تاریخ میں مذکور ہیں۔ عدل و انصاف اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے آپ کو عمر ثانی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس نابور الوجود کو وہ کی محبت نصیب فرمائے۔
کاغذ پر لکھی ہوئی یہ تحریر اگرچہ مختصر ہے لیکن اس میں بلند معارف اور اعلیٰ درجے کے خفائق
درج ہیں۔ امید ہے کہ ان کو عزت و عظمت سے رکھیں گے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۵۹)

یہ مکتوب بھی سید محمود کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ نجات ابدی میسر آنے کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس
بیان میں کہ اہل سنت و جماعت کی اتباع کے بغیر نجات تصور نہیں۔ اور اس بیان میں کہ علم و عمل
تو شریعت سے مستفاد ہیں اور اخلاص کا حصولی طریق صوفیہ کے سلوک پر موقوف ہے۔ نیز اس بیان
میں کہ اخلاص عمل اولیائے کرام کے لیے تمام اعمال، افعال اور حرکات و سکنات میں حاصل ہے۔
حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحق یہ کہ
شاہراہ پر استقامت عطا فرمائے اور کلی طور پر اپنی جناب قدس کی گرفتاری نصیب فرمائے۔
آپ کا مکتوب شریف اور مراسلہ لطیف وارد ہو کر موجب فرحت ہوا اور فقراء سے محبت
کے اسباب اور اس بلند درجہ گروہ کے ساتھ آپ کا اخلاص و عقیدت وضاحت کو پہنچا۔ اللہم
زد (اے اللہ) اس محبت اور اخلاص میں زیادتی کر۔

آپ نے مفید اور نصیحت کی باتوں کا مطالبہ کیا ہے۔ مخدوم گرامی! آدمی کے لیے تین چیزوں
سے چارہ نہیں، تاکہ نجات ابدی میسر آئے۔ علم، عمل اور اخلاص۔

پھر علم دو قسم ہے۔ ایک وہ علم جس سے عمل مقصود ہے۔ اس علم کے بیان کی کفیل فقہ ہے۔
دوسری قسم وہ ہے جس سے مقصود صرف اعتقاد اور یقین قلبی ہے۔ اس علم کی تفصیل مطابق
آرائے صاحب اہل سنت و جماعت علم کلام میں آپ کی ہے اور اہل سنت ہی ناجی فرقہ ہے۔ ان بزرگوں
کی اتباع کے بغیر نجات تصور نہیں۔ اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔ یہ بات
کشف صحیح اور الامام صریح سے یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ اس میں غلطی کا احتمال نہیں۔

اے مسلمانوں کو چاہیے کہ حضرت شیخ مجددی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے سنی مقام پر
قائم و ثابت رہیں۔ اور دوسرے گمراہ فرقوں کی طبع سازبوں کا شکار ہو کر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔

تو کس قدر مبارک ہے وہ شخص جسے ان کی متابعت کی توفیق مل گئی اور ان کی تقلید کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور خرابی ان کے لیے جو ان کی مخالفت راہ چلے۔ اور ان سے الگ ہو گئے اور ان کے اصول پھوڑ گئے اور ان کے گروہ سے مکمل گئے تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہی کے راستے پر ڈالا۔ اور روئے حق تعالیٰ اور شفاعت کے منکر ہوئے۔ اور ان پر صحبت کی فضیلت اور صحابہ کے فضائل پر شیدہ رہے۔ اور اہل بیت کی محبت اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد پاک سے دوستی سے محروم رہ کر ان بے شمار بھلائیوں کے حصول سے روک دیے گئے جو اہل سنت و جماعت کو حاصل ہوئی ہیں۔

اور تمام صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرامؓ سے افضل ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حالات صحابہ کے بہت بڑے جاننے والے ہیں، فرماتے ہیں کہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد مجبور ہوئے تو انہیں اس نیلے آسمان کے نیچے ابوبکر صدیق سے بہتر کوئی شخص نہ ملا تو انہوں نے اپنی گردنوں کا والی انہیں بنالیا۔ یہ امام شافعی کی طرف سے تصریح ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ افضلیت صدیق پر متفق تھے۔ تو یہ صدر اول (دور صحابہ) کا صدیق اکبر کی افضلیت پر اجماع ہے۔ لہذا یہ افضلیت کا مسئلہ قطعی ہے، جس کے انکار کی گنجائش نہیں۔

اور اہل بیت رسول علیہ السلام کا حال حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا، اور جو اس سے دور رہا ہلاک ہو گیا۔

بعض عارفین کا قول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ارشاد میں صحابہ کرامؓ کو تار سے قرار دیا۔ اور تاروں سے لوگ راستہ پاتے ہیں۔ اور اہل بیت کو سفینہ نوح سے تشبیہ دی۔ اس طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ کشتی پر سوار ہونے والے کے لیے تاروں کی رعایت ضروری ہے تاکہ ہلاکت سے بچا رہے۔ بستاروں کا لحاظ کیے بغیر اس کے لیے نجات متنع اور ناممکن ہوتی ہے۔

اور ضابطے کی جو بات ذہن میں ہونی چاہیے، یہ ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ کا انکار کل انکار ہے کیونکہ خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی فضیلت میں یہ سب حضرات مشترک ہیں۔ اور صحبت کی فضیلت سب فضائل و کمالات سے فائق اور بلند ہے۔ اسی بنا پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خیرات بعین میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی کے ادنیٰ مرتبہ تک بھی نہیں پہنچ سکے۔ لہذا صحبت کی فضیلت کا کوئی شے بھی مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ ان صحابہ کا ایمان صحبت اور نزول وحی کی برکت

سے شہودی ہو چکا ہے۔ اور ایمان کا یہ رتبہ صحابہ کرام کے بعد کسی کو بھی نصیب نہیں۔ اور اعمال ایمان پر متفرع ہوتے ہیں۔ اعمال کا کمال ایمان کے کمال کے مطابق ہے۔

اور لڑائیاں جھگڑے جو ان کے درمیان واقع ہوئے وہ نیک مرادوں اور مبلغ حکمتوں پر معمول ہیں۔ وہ جہالت یا خواہش نفسانی کے تحت نہیں تھے۔ بلکہ اجتہاد اور علم کی بنا پر تھے۔ اگرچہ بعض کے اجتہاد میں غلطی واقع ہو گئی۔ ایسے خطا کار کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کا ایک درجہ ہے۔ یہی افراط اور تفریط کے درمیان راہ ہے جس کو اہل سنت و جماعت نے اختیار کیا ہے اور یہی محفوظ اور مضبوط تر راستہ ہے۔

مختصر یہ کہ علم و عمل تو شرع سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اخلاص جو علم و عمل کے لیے روح کی مانند ہے اس کا حصول طریقہ صوفیہ کے سلوک سے وابستہ ہے۔ جب تک سیر الی اللہ قطع نہ کرے اور سیر فی اللہ سے موصوف نہ ہو، اخلاص کی حقیقت دور رہتی ہے اور مخلص لوگوں کے کمالات سے انسان الگ رہتا ہے۔ ہاں عام مومنوں کو بھی تکلف و مشقت سے بعض اعمال میں اگرچہ کچھ قدرے ہی مہر اخلاص میسر آ جاتا ہے۔

لیکن وہ اخلاص جس کا ہم بیان کر رہے ہیں وہ تمام اقوال و افعال اور حرکات و سکنات میں بے تکلف اور بے مشقت اخلاص ہے۔ اور اس اخلاص کا حصول آفاقی اور انفسی الہوں کی نفی سے وابستہ ہے اور فنا اور بقا پر موقوف ہے۔ اور ولایت خاصہ تک وصول سے میسر آتا ہے۔ وہ اخلاص جو تکلف اور کوشش کا محتاج ہے ہمیشہ نہیں رہتا۔ حصول دوام کے لیے بے تکلف میسر آنا درکار ہے۔ اور یہ مرتبہ حق الیقین میں جا کر نصیب ہوتا ہے۔ پس اویا اللہ جو کچھ کرتے ہیں صرف حق عز و جل کے لیے کرتے ہیں، اپنے نفس کے لیے کچھ نہیں کرتے۔ کیونکہ ان حضرات کے نفس حق تعالیٰ کی ذات پر فنا ہو چکے ہیں۔ حصول اخلاص کے لیے انہیں نیت درست کرنے کی حاجت نہیں۔ (یعنی ان کی نیتیں خود بخود ہی درست رہتی ہیں) کیونکہ ان کی نیت فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے باعث درست ہو چکی ہے۔

مثلاً جو شخص اپنے نفس کا گرفتار ہے۔ وہ جو کچھ کرے اپنے نفس کے لیے ہی کرتا ہے۔ چاہے نیت کرے یا نہ کرے۔ اور جب اس کی یہ گرفتاری دور ہو جائے اور حق تعالیٰ کی گرفتاری نصیب ہو جائے تو ایسی جگہ پر پہنچ جاتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے ناچار حق تعالیٰ کے لیے ہی کرتا ہے۔ نیت حاضر ہو یا نہ ہو۔ نیت اس کام میں درکار ہوتی ہے جو درجہ احتمال میں ہو اور جو چیز متعین ہو نیت کے ذریعہ

اس کی تعیین کی ضرورت نہیں۔ اور اس مقام کا حصول اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ دوام اخلاص والا شخص مخلص کہلاتا ہے۔ اور جس شخص کا اخلاص دائمی نہیں، بلکہ کسب اخلاص کا محتاج ہے وہ مخلص بکسر لام ہے۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اور طریقہ صوفیہ اختیار کرنے سے علم و عمل کو جو نفع پہنچتا ہے، یہ ہے کہ علوم کلامیہ استدلالیہ کشفیہ ہو جاتے ہیں۔ اور تمام اعمال کی ادائیگی میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ سستی جو نفس اور شیطان کی طرف سے طاری ہوتی ہے ناکم اور معدوم ہو جاتی ہے۔ ع

ایں کار دولت است کنون تا کار سد

مکتوب نمبر (۶۰)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ مسید محمود کی طرف صادر فرمایا۔

خطرات اور وساوس کے بالکل تہ دفع اور دور ہو جانے اور اس کے مناسب امور کے

بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی ذات قدس کے ساتھ دوام گرفتاری کی نعمت سے مشرف فرمائے کیونکہ حقیقی آزادی اسی گرفتاری میں ہے۔ خطرات نفسانی کا ترک جانا اور وسوسوں کا دورانا حضرت خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کے طریقہ میں مکمل طور پر حاصل ہے۔ سچائی کہ اس بزرگ۔ رادہ کے بعض مشائخ نے خطرات نفسانی کا چلہ کاٹا ہے اور اس پر سے چلے میں اپنے باطن کو خطروں اور وسوسوں کے آنے سے دور رکھا ہے۔ حضرت خواجہ احمد احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے اس مقام میں فرمایا ہے کہ خطروں اور وسوسوں کے دور ہونے سے وہ خطرے اور وسوسے مراد ہیں جو مطلوب کی طرف دو انحراف میں مانع اور رکاوٹ بنیں۔ مطلق دفع خواطر مراد نہیں۔

اور اس بلند سلسلے کا ایک درویش داماً بنعمۃ ربک محدث (اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو) کے مطابق اپنے حال کی یوں خبر دیتا ہے کہ :

”دل سے خواطر اور وسوسے اس حد تک دور ہو چکے ہیں کہ اگر بالقرض عمر نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس صاحب قلب کو دیدیں، تو بھی ہرگز اس کے دل پر کسی

خطرے کا گزر نہیں ہو سکتا۔

یہ نہیں کہ اسے ان خواطر و وسوسوں کے دور کرنے میں تکلف کی ضرورت پڑے۔ کیونکہ جو شے تکلف سے وجود میں آتی ہے وقتی اور عارضی ہوتی ہے، ہمیشہ اور دائمی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس درویش کی حالت تو یہ ہے کہ اگر سالہا سال خواطر اور وسوسوں کو دل میں لانے کی کوشش کرتا رہے تو بھی وسوسوں کا گزر اس کے دل پر نہیں ہو سکتا۔ صرف چالیس دن کے چلے کی تعیین تکلف اور تصنع کی خبر دیتی ہے۔ فعل اور تکلف مرتبہ طریقت میں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تکلف اور تصنع سے چھوٹ جائے۔ یاد کرو مرتبہ طریقت میں ہے اور یادداشت درجہ حقیقت میں۔

پس یہ بات ثابت ہو گئی کہ خواطر اور وسوسوں کو تکلف سے روکنا وقتی شے ہے۔ جس طرح انہیں روکنے کے لیے دس روز یا چالیس روز کا چلہ اس طرح سے مطلوب کی طرف دوام توجہ محال ہے کیونکہ تکلف مرتبہ طریقت میں ہے۔ اور طریقت میں دوام متصور نہیں۔ اور یہ دوام جو مرتبہ حقیقت میں نصیب ہوتا ہے اس بنا پر ہے کہ مقام حقیقت میں تکلف محال ہے۔ پس مرتبہ تکلف میں خطرے کا آنا دوام توجہ سے مانع ہے۔ اور اس بلند سلسلہ کے مبتدیوں کو جو دوام نگہانی نصیب ہوتی ہے وہ ایک امر دیگر ہے۔ اور وہ دوام توجہ جسے ہم بیان کر رہے ہیں وہ یادداشت سے عبارت ہے اور نہ مرتبہ کمال ہے۔ حضرت خواجہ عبدالحق عجدوانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے فرمایا ہے کہ یادداشت سے اوپر پنداشت ہے یعنی اور کوئی مرتبہ نہیں۔

۱۱۔ آپ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کے چار خلفاء میں سے ایک ہیں۔ آپ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کے سردار ہیں۔ آپ کا مقام ولادت اور مراد شریف نصیب عجدوان میں ہے جو شہر بخارا شریف سے ۹ فرسنگ پر واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک عبدالمجید ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ نے ابتدائی علوم شہر بخارا میں حاصل کیے۔ وقت وصال شریف آپ نے چار حضرات کو خلافت عطا فرما کر دعوت ارشاد کا کام ان کے ذمہ کیا اور اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ راہ صدق و صفا، متابعت شرع اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوشاں رہے۔ بدعات و خواہشات سے دور رہتے تھے۔ اپنی روش و طریقہ لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ رشحات نفس۔ ۱۲۔ پنداشت یعنی محض دہم و گمان اور خیال ہے۔ یعنی کوئی چیز نہیں ۱۲

۱۳۔ مالک جب تک طریقت و تصنع کے عقائد میں رہتا ہے اور حقیقت اور ملک حضور تک نہیں پہنچتا یا دکر وہ مقام میں ہوتا ہے۔ اور جب حضور اور دوام تک پہنچ جاتا ہے اور یاد کر کے مقام سے نکل جاتا ہے اور حضور ملک کی شکل اختیار کرتا ہے کہ دور کرنے سے دور نہ ہو تو یہ یادداشت کا مقام ہے۔

اس قسم کے احوال کے اظہار سے مقصود اس بلند طریقہ کے طالبوں کو مزید رغبت دلانا ہے۔ اگرچہ منکر لوگوں کے انکار میں ہی اضافہ ہوگا:

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَيَهْدِيْ بِهٖ
اللہ تعالیٰ اس سے بہت کو گمراہ کرتا ہے اور بہت کو ہدایت کرتا ہے۔
کثیرا
مثنوی :-

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است وانکہ دیدش نقد خود مردانہ است
آب نیل است و قبطی خوں بود قوم موسیٰ رانہ خوں بود آب بود
یعنی جو شخص اس کو افسانہ اور بے اصل کہتا ہے وہ خود بے اصل اور غیر معتد ہے۔ اور جس نے اس کو اپنا نقد سرمایہ قرار دیا وہ مرد ہے۔ دریائے نیل پانی ہے مگر قبیلہ (فرعونوں) کے لیے خون تھا لیکن قوم موسیٰ کے لیے خون نہیں تھا بلکہ پانی تھا۔
والسلام والاکرام۔

مکتوب نمبر (۶۱)

یہ مکتوب بھی سیادت آب سید محمود کی طرف صادر مندرجہ پایا۔

کامل اور کامل کرنے والے شیخ کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب اور ناقص کی صحبت سے

اجتناب کرنے اور اس کے بناسب امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ نظر کی کجی سے آزاد اور تمام انسانوں کے سردار نبی اکرم علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے طفیل اپنی ذات کی طلب میں زیادتی اور اضافہ نصیب فرمائے۔ اور جو چیزیں مطلب و مقصد تک پہنچنے میں رکاوٹ اور منافعی ہیں ان سے کامل اجتناب عطا فرمائے۔

اتفات نامہ گرامی نے اپنی آمد سے مشرف کیا۔ چونکہ آپ کے مکتوب گرامی سے طلب و شوق اور درود پیاس کا اظہار ہوتا تھا اس لیے نظر کر بہت اچھا لگا۔ کیونکہ یہ چیز حصول مطلب کی بشارت دیتی ہے۔ اور درود مقصود کو پانے کا مقدر اور سبب ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ”اگر اللہ تعالیٰ نے کچھ نہ دینا ہوتا تو وہ چاہت اور طلب عطا نہ کرتا۔“

دولت طلب کے حصول کو قیمت عظمیٰ جانتے ہوئے جو کچھ اس کے مخالفت ہے اس سے پرہیز

کرنا چاہیے تاکہ اس طلب میں سستی راہ نہ پائے۔ اور اس حرارت میں ٹھنڈک اتر نہ کر جائے۔ اور اس طلب کی حفاظت کے اسباب میں سب سے بڑا اس دولت کے حصول کے ساتھ قائم ہونا ہے۔
لَیْسَ شُكْرُکُمْ اِلَّا بِیَدِیْکُمْ۔ اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور اور زیادہ عطا کر دوں گا۔

اور جناب قدس خداوندی جل سلطانہ میں ہر وقت التجا اور تضرع ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ طلب کو اپنے کعبہ جمال لازوال سے پھیر نہ دے۔ اور اگر حقیقت التجا و تضرع میسر نہ آئے تو صورت التجا و تضرع کو ہاتھ سے نہیں کھونا چاہیے۔

وَاِنَّ لَکُمْ تَبٰکُلًا فَنَبِّا کُوٰا۔ اگر روانہ آئے تو رونے کی صورت ہی بناؤ۔
میں اسی معنی و مطلب کا بیان ہے۔

بشوق و درد کی یہ حفاظت شیخ کامل مکمل کی خدمت میں پہنچنے کے وقت تک ہے۔ اس کی خدمت اقدس میں پہنچ جانے کے بعد اپنی تمام مرادیں اس کے حوالے کر دے جس طرح بیت خصال کے ہاتھ میں فنا اول فنا فی الشیخ ہے۔ پھر یہی فنا فی اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ بن جاتی ہے۔

زاں روی کہ چشم تست احول معبود تو پیر تست اول

چونکہ تیری نظر اول میں احول (ایک کو درد بخینے والی ہے) اس لیے اولاً تیرا قبضہ گاہ تیرا پیر و مرشد ہے۔

کیونکہ افادے اور استفادے کا راستہ طریقین کی مناسبت پر مبنی ہے۔ ابتداء میں طالب کو اس کی کمال پستی اور کمینگی کے باعث جناب اقدس حر سلطانہ کے ساتھ مناسبت نہیں ہوتی۔ اس وقت درمیان میں دو جہتوں والا واسطہ اور برنسخ درکار ہے۔ اور وہ شیخ کامل و مکمل کی ذات ہے۔

اور سستی اور خرابی کا قوی ترین سبب شیخ ناقص کی طرف طلب و رجوع ہے جس نے ایسی سلوک جذبہ کا کام مکمل نہیں کیا اور اپنے آپ کو مسند شیخی کی طرف کھینچ لایا ہے۔ طالب کے لیے اس کی صحبت زہر قاتل ہے اور اس کی طرف رجوع مسلک مرض ہے۔ طالب کی بلند استعداد کو اس طرح کی صحبت پستی کی طرف لے آتی ہے اور بلندی سے نیچے گرا دیتی ہے۔ مثلاً وہ مریض جو طبیب ناقص سے علاج کرائے وہ درحقیقت اپنے مرض میں زیادتی کی کوشش کر رہا ہے اور اپنی ازالہ مرض کی قابلیت و استعداد کو ضائع کر رہا ہے۔ اگرچہ اس کی دعا ابتداء کے مرض میں قدرے تخفیف پیدا کرتی ہے مگر فی الحقیقت وہ عین نقصان اور ضرر ہے۔ بالفرض یہ مریض اگر طبیب مافوق تک پہنچ جائے تو طبیب مافوق پہلے یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں شرح السنۃ سے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ مذکور ہے۔

طیب ناقص کی دوا کے اثرات زائل کرنے کی فکر کرے گا اور مسلمات کے ساتھ اس کا علاج کرے گا۔
اس کے اثرات کھانا لے کے بعد مرض کے دور کرنے کی طرف توجہ کرے گا۔

ان بزرگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے طریقے کا دار و مدار صحبت پر ہے کہنے سننے سے کام نہیں بنتا بلکہ یہ چیز طلب میں سستی پیدا کر دیتی ہے۔ احتمال ہے کہ چند روز تک مدہلی اور اگرہ کی طرف میرا جانا ہوگا۔ اگر آپ اکیلے ادھر آجائیں اور بروہر کہ جلدی سے کچھ اخذ کریں تو اس کی گنجائش ہے۔ اس سے زیادہ گفتگو تکلیف دہ امر ہے

باقی سوالات جو پوچھے گئے تھے ان کا جواب یہ ہے کہ جناب شیخت پناہ معارف و متنگاہ شیخ تاج کا وجود اس صوبہ میں غنیمت ہے۔ وہ بزرگ شخصیت ہے لیکن آپ کی استعداد کو ان کے طریقہ سے مناسبت کم ہے۔ رابطہ کے حصول کے بغیر مطلوب کا حصول مشکل و دشوار ہے۔ آگے آپ مختار ہیں۔ اگر کبھی کبھی اپنے حالات لکھ بھیجا کریں تاکہ اس طرح اس طرف سے بھی کچھ لکھ بھیج دیا جائے تو مناسب ہے۔ کیونکہ اس طرح اخلاص و عقیدت کا سلسلہ ہر وقت حرکت میں رہتا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۶۲)

جناب مرزا حسام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ جو جذبہ سلوک سے پہلے ہے وہ مقاصد میں سے نہیں بلکہ وہ آسانی کے ساتھ منازل سلوک طے کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور جو جذبہ سلوک کے بعد نصیب ہوتا ہے وہ مقاصد میں ہے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

الحمد لله وسلامہ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

حق تعالیٰ تبارک و تعالیٰ کے راستے کے دو جزو ہیں: جذبہ اور سلوک۔ یا تصفیہ اور تزکیہ۔ وہ جذبہ جو سلوک سے پیشتر ہے مقاصد میں سے نہیں ہے۔ اور وہ تصفیہ جو تزکیہ سے پہلے نصیب ہوتا ہے وہ بھی مطالب میں سے نہیں ہے۔ ہاں وہ جذبہ جو سلوک کو مکمل کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ تصفیہ جو تزکیہ کے حصول کے بعد میسر آتا ہے اور سیر فی اللہ سے تعلق رکھتا ہے

سیر فی اللہ اور سیر الی اللہ نیز سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء کے معانی (باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

وہ البتہ مقاصد مطلوبہ میں سے ہے۔ وہ جذبہ اور تصفیہ جو سلوک سے پہلے ہے وہ سلوک کے راستوں پر آسانی سے چلنے کے لیے ہے۔ سلوک کے بغیر کام نہیں بنتا۔ اور منازل طے کرنے کے بغیر مطلوب کا جمال سامنے نہیں آتا۔ پہلا جذبہ دوسرے جذبے کے لیے صورت کی مانند ہے۔ فی الحقیقت ایک کو دوسرے سے کوئی نسبت نہیں۔ پس نہایت کے ہدایت میں اندراج سے مراد جو اس بلند سلسلہ کے مشائخ کی عبارات میں واقع ہے یہ ہے کہ نہایت کی صورت ہدایت میں درج ہے۔ ورنہ حقیقت نہایت ہدایت میں سمائی نہیں سکتی۔ نہایت کی ہدایت سے کوئی نسبت نہیں۔ اس بحث کی تحقیق اس رسالہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے جو حقیقت جذبہ و سلوک وغیرہ میں تحریر کیا گیا ہے۔

الغرض صورت سے حقیقت کی طرف عبور کرنا ضروری ہے۔ اور حقیقت کی طرف بڑھنے کے بجائے صورت پر ہی اکتفا کرنا دور رہنے کی بات ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نبی مختار اور آپ کی نیک اولاد علیہم السلام من الصلوٰات اکملہا ومن التہیات افضلہا کے طفیل ہم سب کو حقیقت حقہ سے موصوف فرمائے اور صورت باطلہ سے بچائے۔

مکتوب نمبر (۶۳)

یہ مکتوب سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فریدی کی خدمت میں صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ تمام انبیاء کرام صلوٰات اللہ تعالیٰ و تسلیما علیہم اصول دین میں متفق ہیں۔

ان بزرگوں کا آپس میں اختلاف صرف فروع میں ہے۔ اور ان کے کچھ متفقہ کلمات کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اور تم سب کو آپ کے آباد کرام کے طریقہ پر ثابت رکھے۔ آپ کے آباد کرام میں سب سے افضل نبی کریم پر اصالۃ اور باقی پر ماتحت ہونے کے طور پر صلوٰۃ و سلام کا نزول ہوتا رہے۔

انبیاء کرام (ان سب پر عموماً اور ان سب سے افضل پر خصوصاً اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی اور تحفے اور برکتیں نازل ہوتی رہیں) کائنات کے لیے رحمت ہیں۔ انہی بزرگوں کے ذریعہ جہان کو نجات ابدی کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور غیر حق سے گرفتاری سے خلاصی حاصل ہوئی ہے۔

(بقیہ ماثیہ صفحہ گذشتہ) حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جلد اول مکتوب نمبر ۱۴ میں تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

یہ مکتوب آپ نے حافظ محمود لاہوری کی طرف صادر فرمایا ہے۔

اگر ان کا وجود شریف نہ ہوتا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ جو غنی مطلق ہے اپنی ذات اور صفات تعالیٰ و تقدس سے واقف نہ کرتا، اور اپنے تک راستہ نہ دکھاتا، اور کوئی بھی اس ذات کو نہ پہچان سکتا۔ اور شرع شریف کے اوامر و نواہی جن کا اس نے محض اپنے فضل و کرم اور بندوں کے نفع کے لیے مکلف کیا ہے مکلف نہ کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ باتیں غیر پسندیدہ سے ممتاز اور جدا نہ ہوتیں۔

تو اس نعمت عظمیٰ کا شکر کس زبان سے ادا ہو سکتا ہے اور کس کی مجال ہے کہ شکر کی اس ذمہ داری سے عمدہ برآ ہو سکے۔ اس ذات کی حمد و ثنا جس نے ہمیں اپنے انعامات سے نوازا اور اسلام کی دولت عطا فرمائی۔ اور جس انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے والوں میں سے کیا۔

یہ سب بزرگ احوال دین میں متفق ہیں اور حق تعالیٰ و تقدس کی ذات و صفات، حشر و نشر، انبیاء کے بھیجے، نزول ملائکہ، وحی کے وارد ہونے اور حجت کی نعمتیں اور دوزخ کے دائمی اور ابدی عذاب کے بارے میں ایک ہی بات کہتے ہیں۔ ان کا آپس میں بعض احکام میں اختلاف فروغ سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہر زمانہ میں ہر اولوالعزم پیغمبر پر اس زمانے کے لوگوں کے لیے بعض مناسب احکام نازل فرمائے اور مخصوص احکام سے مکلف کیا۔ احکام شرعیہ میں نسخ و تبدیلی حق تعالیٰ کی حکمتوں اور مصلحتوں کے تحت ہے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی صاحب شریعت نبی پر مختلف اوقات میں متضاد احکام نسخ و تبدیلی کے طور پر وارد و نازل ہوتے ہیں۔

جن بعض کلمات میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ بزرگ گروہ متفق ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

غیر حق سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کی نفی۔ اس ذات تعالیٰ و تقدس کے ساتھ شرک کی ممانعت اور مخلوق کے لیے حق تعالیٰ کی ذات پاک کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب اور الہ بنالینے کا عدم حجاز۔ یہ حکم اور تعلیم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پیروکاروں کے علاوہ کوئی بھی اس دولت و نعمت سے مشرف نہیں ہوا، اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی نے بھی ایسی گفت گو نہیں فرمائی۔

منکرین نبوت اگرچہ خدا تعالیٰ کو ایک کہتے ہیں مگر ان کا معاملہ و معامل سے خالی نہیں۔ یا تو اہل اسلام کی تقلید کے طور پر ایسا کہتے ہیں، اور یا واجب الوجود ہونے میں تو اس کو ایک تسلیم کرتے ہیں مگر استحقاق عبادت میں وحدہ لا شریک نہیں مانتے۔ اور اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ واجب وجود اور استحقاق عبادت دونوں میں وحدہ لا شریک ہے بحدہ طیبہ لا الہ الا اللہ سے مراد باطل انہوں کی

عبادت کی نفی اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی معبودیت کا اثبات ہے۔

دوسری بات جو ان بزرگوں کے ساتھ خاص ہے، یہ ہے کہ یہ حضرات دوسرے لوگوں کی طرح اپنے آپ کو بشر ہی کہتے ہیں۔ اللہ اور معبود حق سبحانہ کی ذات کو ہی مانتے ہیں اور ذات کی طرف ہی دعوت دیتے ہیں۔ اور اس ذات سبحانہ کو حلول و اتحاد سے منزہ جانتے ہیں۔

لیکن منکرین نبوت کی یہ حالت نہیں بلکہ منکرین کے سرداروں نے تو الوہیت اور خدائی کا دعویٰ کیا ہے حق سبحانہ کا اپنے اندر حلول مانتے ہیں۔ اور استحقاق عبادت اور الوہیت کا نام اپنے آپ پر استعمال کرنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ تو لامحالہ اس وجہ سے انہوں نے اس کی بندگی سے پاؤں باہر نکال لیے ہیں اور بُرے افعال اور قبیح اعمال میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اس طرح ان پر باحسانہ اشارہ کا راستہ کھل جاتا ہے اور گمان کر لیتے ہیں کہ ان خداؤں کے لیے کوئی چیز ممنوع نہیں۔ یہ جو کچھ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں سب درست اور بجا ہے۔ تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ تو افسوس ہے ان پر اور ان کے متبعین اور ان کے پیروکاروں پر۔

دوسری بات جس پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات متفق ہیں اور ان کے منکرین اس سے بے نصیب ہیں، یہ ہے کہ یہ بزرگ گروہ نزول ملائکہ کا جو معصوم مطلق ہیں اور کچھ تعلق اور آلودگی نہیں رکھتے، قائل ہے، اور وحی کے امین اور کلام بانی کے حامل ہیں پس یہ بزرگ گروہ جو کچھ کہتا ہے حق تعالیٰ و تقدس کی طرف سے کہتا ہے۔ اور جو کچھ پہنچاتا ہے خدا کی طرف سے پہنچاتا ہے اور ان کے اجتہادی احکام بھی وحی سے مرید ہیں۔ اگر بالفرض ان سے کچھ لغزش ہو جائے تو خدائے سبحانہ و تعالیٰ فوراً وحی قطعی سے اس کا تدارک کر دیتا ہے۔

اور منکرین کے سردار اور رئیس جو اپنے لیے دعویٰ خدائی کیے ہوئے ہیں، جو کچھ کہتے ہیں اپنے پاس سے کہتے ہیں۔ اور اپنے زعم الوہیت کی بنا پر اسی کو ٹھیک اور درست قرار دیتے ہیں۔ تو انصاف سے کام لینا چاہیے کہ جو شخص کمال بے عقلی کے باعث اپنے آپ کو اللہ کہے اور مستحق عبادت جانے۔ اور اس فاسد اور قلعہ گمان کے تحت ناشائستہ افعال کا ارتکاب کرے، اس کی باتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟ اور اس کی اتباع اور پیروی پر کوئی بھلائی موقوف ہو سکتی ہے؟

سالیس کہ نکوست از بہارش پیداست

مسال کی خوبی اس کے موسم بہار کے دم قدم ہے۔

اس قسم کی باتوں کا اظہار مزید وضاحت کے لیے ہے۔ ورنہ حق باطل سے بالکل جدا اور ممتاز ہے۔ اور نورِ ظلمت کے مقابلے میں بالکل نمایاں ہے:

قُلْ بَشَاءَ الْحَقِّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

اے اللہ! ہم کو ان اکابرِ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی متابعت پر ثابت قدم رکھ۔
بقیۃ المقصود یہ بات ہے کہ سیادتِ پناہ میاں پیرِ کمال کو آپ بہتر جانتے ہیں۔ اس بارے
میں کچھ لکھنے کی کیا حاجت ہے۔ اتنی بات ہے کہ یہ حقیر ان کی آشنائی سے کچھ عرصہ سے محظوظ ہے۔
مدت کی بات ہے کہ انہوں نے آستانہ بوسی کا اشتیاق ظاہر کیا تھا۔ لیکن اس دوران ان پر نعمت
طاری ہو گیا اور ایک عرصہ تک صاحبِ فراش رہے ہیں۔ فراغت و صحت کے بعد آپ کی خدمت
میں ماضی کی طرف منوجہ ہوئے ہیں۔ آپ کی مربانی کے امیدوار ہیں۔

مکتوب نمبر (۶۴)

سرداری اور بزرگی کی پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا:
جسمانی اور روحانی لذت اور جسمانی آلام و مصائب برداشت کرنے کی ترغیب اور اس کے
مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں دیرین میں بھر تہ سید ثقلین علیہ و علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات ویرین
میں سلامتی اور عافیت نصیب فرمائے۔

دنیا کی لذت اور اس کا الم و دقہم ہے: روحانی اور جسمانی۔ ہر وہ چیز جس میں جسم کے لیے لذت
ہے روح کے لیے اس میں تکلیف ہے۔ اور جس سے بدن کو تکلیف پہنچے روح کو اس سے لذت حاصل
ہوتی ہے۔ روح اور جسم ایک دوسرے کی تقیض ہیں۔ اور اس جہان میں کہ روح جسم کے مقام میں نزول
کے چکا ہے اور جسم و جسمانیات کا گرفتار ہو چکا ہے جسم کے حکم میں ہو چکا ہے جسم کی لذت سے یہ بھی
لذت اٹھاتا ہے اور جسم کو تکلیف پہنچنے سے اس کو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ عوام کا لالچ
کا ہے۔ آیہ کریمہ:

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝
پھر ہم نے اس کو سب نیچوں سے نیچے کر دیا۔

انہی عوام کے حال پر صاوق آتی ہے۔

ہزار بار افسوس اگر رُوح اس گرفتاری سے نجات حاصل کر کے اپنے وطن اصلی کی طرف رجوع نہ کرے۔

پایہ آخر آدم است و آدمی گشت محروم از نعمتِ محرمی
گر نہ نگردد باز میکس زیں سفر نیست ازوے هیچ کس محروم تر
آخری مرتبہ آدم کا ہے، اور آدمی محرم راز ہونے کے مقام سے محروم ہو چکا ہے۔ یہ لیکن انسان اگر اس سفر (مشغولی مخلوقات) سے واپس نہ لوٹا تو اس زیادہ محروم اور کوئی نہیں۔

یہ بدروح کا مرض ہے کہ وہ اپنی تکلیف کو لذت گمان کرتا ہے اور لذت کو درد و الم تصور کرتا ہے۔ جس طرح صغریٰ مزاج انسان مرض صغریٰ کے باعث شیرویں چیز کو کڑوا محسوس کرتا ہے۔ تو اہل عقل پر اولاً اس مرض کا ازالہ ضروری ہے۔ تاکہ جسمانی آلام و مصائب کے باوجود اپنی خوش و خرم بسر کریں۔

انہیے این عیش و عشرتِ ساقی صد ہزاراں جاں باید بافتن
اس عیش و عشرت (ریح و عطر دنیوی میں بھی خوش رہنا) کو حاصل کرنے کے لیے ہزاروں جاں قربان کرنا پڑتی ہیں۔

اگر اچھی طرح حالات دنیا کا ملاحظہ کیا جائے تو یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اگر دنیا میں ریخ و مصیبت نہ ہوتی تو اس کی جو برابر بھی قیمت نہ ہوتی۔ دنیا کی تاریکیوں کو واقعات و حوادث آکر زائل کر دیتے ہیں۔ حوادث زمانہ کی تلخی کڑوی دوا کی طرح ماضی ہے جس سے مرض زائل ہوتا ہے۔

فقیر کو اس طرح محسوس ہوا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے کی عام کھانے کی دعوتیں کرتے ہیں اور اس میں غلو من نیت ملحوظ نہیں رکھتے۔ اور دعوت کھانے والوں میں سے بعض دگ شکوے اور شکایت کی زبان کھولتے ہیں اور طعام و صاحب طعام کا عیب نکالتے ہیں۔ اور دعوت کرنے والا ان کے اس رویے سے دل شکستہ ہوتا ہے۔ اور یہی شکستہ دلی صاحب دعوت کی اس ظلمت (نیت کی خرابی) کو جو دعوت طعام میں پائی جاتی ہے، قبولیت کے مقام میں لے آتی ہے۔ اگر وہ جماعت شکوہ شکایت نہ کرتی، اور اس سے صاحب طعام کو شکستہ دلی لاحق نہ ہوتی تو وہ طعام ظلمت و کدورت سے پر ہوتا۔ اس صورت میں اس طعام کی قبولیت کے احتمال کی کوئی گنجائش نہ ہوتی۔ پس کام کا مدار شکستگی اور آوارگی

لے یعنی جب انسان نے کفر اختیار کیا اور اپنی فطرت سلیمہ کو ضائع کر دیا۔ (سورۃ تین: پارہ ۳۰)

پر ہے۔ اور ہم ناز پرورہ اور عیش و نعمت کے دلدادگان کے لیے کام بڑا مشکل ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِي ۚ
میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

نص قلمی ہے۔ اور عبادت تذلّل اور شکستگی سے عبارت ہے۔ ترانسان کی پیدائش سے مقصود اس کی عاجزی اور انکساری ہے۔ خاصکر مسلمانوں اور دینداروں کی پیدائش و خلقت کہ ان کے لیے تو دنیا ہے ہی قید خانہ۔ اور قید خانہ میں عیش و آرام تلاش کرنا عقل سے بعید بات ہے۔ پس آدمی کے لیے محنت و کوشش اور جدوجہد کے بغیر چارہ نہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم بے طاقتوں کو اس معنی و حقیقت پر استقامت نصیب کرے۔ آپ کے جد امجد کی حرمت سے علیہ و علیٰ آلہ من الصلوٰات ائمہا و من التسلیات اکملہا۔

مکتوب نمبر (۶۵)

خان اعظم کی طرف صادر فرمایا

مسلمانوں کی بے چارگی اور ضعف اسلام پر ظلم کھانے اور اہل اسلام کی تقویت اور شرعی

احکام کے اجراء پر ابھارنے اور ترغیب دینے کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کی تائید فرمائے اور اسلامی احکام کی بلندی میں آپ کو دشمنان اسلام پر فتح و نصرت عطا فرمائے۔

محضر صادق حضور نبی کریم علیہ علی آلہ من الصلوٰات افضلہا و من التسلیات اکملہا نے فرمایا ہے:

أَلَا سَلَامٌ بَدَّ آخِرَ نَبِيًّا وَ سَيَّعُودُ
اسلام مسافر کی طرح ظاہر ہوا۔ (یعنی اسے

کَمَا بَدَّ أَفْطُوْنِي لِلْعَمَلِ بِآيَةٍ
بنت کم لوگوں نے پہچانا) اور غمگین اپنی

ابتدائی غربت کی طرف لوٹ جائے گا۔ پس خوشحالی ہے عزباء کے لیے یعنی اس کی مدد کرنے

لے صحیح حدیث کی طرف اشارہ ہے جو اس باب میں وارد ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

الدنيا بمن المؤمن و الجنة الكافر و دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ "مسلم شریف

بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مترجم معنی عنہ۔

والوں کے لیے۔ (صحیح مسلم شریف، ابن ماجہ، طبرانی بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
 غربتِ اسلام اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کفارِ علانیہ اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کی
 ذمت کرتے ہیں۔ اور بے تحاشا کفر کے احکام کا اجراء اور کوچہ و بازار میں کفار کی مدح و ثناء کرتے
 پھر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اسلامی احکام کے اجراء سے روک دیا گیا ہے اور احکامِ شریعت کے
 بجالانے میں ان کی ذمت اور ان پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔

پری نفست رخ دیو در کُشمہ و ناز

بسوغت عقل ز حیرت کہ ایں چہ برالعبیست

پری تر اپنا منہ چھپائے رکھے اور شیطان کو شتمہ و ناز دکھائے۔ حیرت سے عقل جلی جاتی

ہے کہ یہ کیا عجیب معاملہ ہے۔

صبحان اللہ و الحمد، مقررہ ہے کہ الشرع تحت السیف (شرع تلوار کے نیچے ہے)
 اور شرع شریف کی رونق بادشاہانِ اسلام سے وابستہ ہے۔ یہ جملہ کُتب ہو چکا ہے اور معاملے میں
 انقلاب آچکا ہے۔ واضح رہے، داند اہتا، وادیللا۔ (ہائے حسرت، ہائے ندامت، ہائے
 افسوس)۔

آج ہم آپ کے وجود شریف کو ہی غنیمت جانتے ہیں۔ اور اس کمزور اور شکست خورہ معرکہ
 میں مرد میدان صرف آپ کی ذات کو ہی تصور کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بحیرت نبی کریم اور
 آپ کی بزرگ اولاد کے آپ کا مویا اور مددگار ہو۔ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰات والسلام
 والتجیات والبرکات۔ ایک حدیث میں وارد ہے:

لَنْ يُوْمِنَ أَحَدٌ كُمْ حَتَّى يُقَالَ إِنَّهُ
 يَخْتُونُ۔ تم میں سے ہرگز کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا
 جب تک اسے دیرانہ نہ کہا جائے۔

آج وہ جنوں جس کا معنی اسلامی غیرت ہے آپ کی طبیعت میں محسوس ہو رہا ہے۔ الحمد
 للہ علیٰ ذلک۔ یہ وہ دن ہے کہ بالکل تقوڑے عمل کو عظیم ثواب اور پوری اہمیت کے ساتھ
 قبول فرماتے ہیں۔ ہجرت کے سوا اصحاب کف کا کوئی عمل غایاں نہیں۔ مگر دیکھ لو کہ اس کا کفر
 اعتبار اور لحاظ کیا گیا ہے۔ سپاہی دشمنوں کے قلعے کے وقت تقوڑا سا تزد د کریں تو اس کی دشمنوں

۱۔ حسن حسین، ابن جان، احمد، ابو یعلیٰ و ابن سنی بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باختلاف سیر ۱۲ مترجم عفی عنہ

کے سکوں اور امن کے وقت کی نسبت بہت زیادہ قدر ہوتی ہے۔ اور یہ قولی جہاد جو اس وقت آپ کو میسر ہے جہاد اکبر ہے، اس کو غنیمت جانیں۔ اور **هَلْ مِنْ قَرْنٍ يُدِ كَانَعْرِهَ لِبَاقِئِ** اور زبان کے اس جہاد کو جہادِ قتل سے بہتر جانیں۔ ہمارے جیسے بے دست و پا فقراء اس دولت سے محروم ہیں۔

هَيْثُمَا لَارِبَابِ النِّعَمِ نَعِيمَهَا وَلِلْعَاشِقِ الْمُسْكِينِ مَا يَنْتَعِرُ
نعمت داروں کو نعمتیں گوارا ہیں۔ اور عاشق مسکین کے صفے وہی ہے جو وہ غم و اندوہ کے گھونٹ گئے سے اتار رہا ہے۔

وَادِيمِ تَرَاوِجِ مَقْصُودِ نِشَانِ گریز سیدیم تو شاید برسی
ہم نے تجھے مقصود کے غزانے کا نشان بتا دیا ہے۔ اگر ہم نہیں پہنچ سکے تو شاید تو ہی اس تک پہنچ سکے۔

حضرت خواجہ احوار قدس اللہ تعالیٰ سرہ فرمایا کرتے تھے: اگر میں پیری مریدی کروں تو کسی بھی پیر اور شیخ کو جہان میں مرید نہ لے سب کو میں ہی اپنی طرف کھینچ لوں۔ مگر میرے ذمے ایک دوسرا کام لگایا گیا ہے۔ اور وہ شریعت کی ترویج اور ملت اسلام کی تائید و تقویت ہے۔ اس بنیاد پر آپ سلاطین وقت کے پاس تشریف لے جاتے اور اپنے تصرف سے ان کو اپنا مطیع بناتے اور اس ذریعہ سے شریعتِ مخفی کی ترویج فرماتے۔

آپ سے التماس ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بزرگ خانوادہ (مشائخ نقشبندیہ) قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے ساتھ محبت و عقیدت کی برکت سے آپ کی باتوں میں اثر بخشا ہے اور آپ کی عظمتِ مسلمانی کو آپ کے ہم عصر لوگوں پر نمایاں اور ظاہر کر دیا ہے تو سعی اور کوشش کریں کہ اہل کفر کی بڑی بڑی کافرانہ باتیں جو اہل اسلام میں پھیل چکی ہیں ویرانی کا شکار ہو جائیں اور مٹ جائیں اور اہل اسلام خلافتِ شرع امور سے محفوظ ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس سے پہلی بادشاہی میں تو دینِ مصلحت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عناد اور مخالفت صریح محسوس ہوتی تھی۔ اس بادشاہی میں ظاہر اودہ عناد محسوس نہیں ہوتا۔ اگر ہے بھی تو عدمِ علم کے باعث ہے۔ لیکن اس بات کا ڈر ہے کہ اب بھی معاملہ عناد تک نہ پہنچ جائے اور مسلمانوں کا معاملہ زیادہ اچھا دیا و اللہ کے تصرف کے منکران الفاظ پر غور فرمائیں۔ مترجم عفی عنہ۔

تنگ ہو جائے۔ ع

پھر بید بر سر ایمان غریب می لرزم

میں اپنے ایمان کے بارے میں دہشت بید کی طرح کانپ رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور سید المرسلین علیہ السلام علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت و پیروی پر ثابت قدم رکھے۔

فقیر ایک تقریب کے سلسلے میں یہاں آیا تھا۔ آپ کو اپنی آمد سے بے خبر رکھنا مناسب خیال نہ کیا، اور یہ بھی مناسب نہ جانا کہ بعض مفید اور مانع باتیں آپ کو نہ لکھے۔ اور طبعی محبت سے جو بندہ کو فطری مناسبت کے طور پر آپ سے ہے واقف نہ کرے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّ أَخَاهُ فَلْيُعَلِّمْهُ
جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے محبت رکھتا ہو تو چاہیے کہ اسے بتا دے۔

آپ پر اور تمام متبعین ہدایت پر سلامتی کا نزول ہو۔

مکتوب نمبر ۶۶

یہ مکتوب بھی خان اعظم کی طرف صادر فرمایا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی مدح و ثنا اور اس طریقہ کی طریقہ

صحابہ کرام لان کے صاحب اور ان پر صلوٰۃ و سلام کے ساتھ مناسبت اور صحابہ کرام کی باقی تمام و سب پر افضلیت کے بیان میں، اگرچہ وہ ادیس قرنی یا عمر بن عبد العزیز مروانی ہی کیوں نہ ہو۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰی۔

حضرت خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ سترہم کا طریقہ نہایت کے ابتداء میں اندراج

پر مبنی ہے۔ اور یہ طریقہ بعینہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں

(صحابہ کرام) کو حضور سرور عالم علیہ السلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ

میسر آگیا کہ اولیاء امت کو نمایانہ نہایتی میں جا کر اس کمال کا حقوڑا سا حصہ ملتا ہے۔ لہذا

الحمد للہ، ادب المفرد للبخاری، ترمذی، ابن حبان و حاکم۔

وحشی رحمۃ اللہ علیہ قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسے ایک ہی مرتبہ ابتدائے اسلام میں صحبت سداوین و آخرین علیہ دُعا آئمہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا شرف نصیب ہوا۔ اویس قرنی سے جو خیراتی بعین ہے افضل قرار پایا۔ اور وحشی کو حضور خیر البشر علیہ علی آئمہ الصلوٰۃ والسلام کی اول صحبت میں جو کچھ میسر آیا، اویس قرنی کو اپنی خصوصیات کے باوجود انتہا میں میسر نہ ہوا۔ تو لازمی طور پر زمانوں میں بہترین زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے۔ کلمہ ثَعْنُ نے دوسروں کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ اور ان کے درجے کی دوری کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک قدس سرہ سے سوال کیا: "امیر معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟" تو آپ نے جواب دیا "وہ عباد جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی مرتبے عمر بن عبدالعزیز سے افضل و بہتر ہے۔ تو ناچار ان حضرات کا سلسلہ سلسلۃ الذہب قرار پایا۔ اور اس طریقہ (نقشبندیہ) عالی کی فضیلت و بزرگی دوسرے تمام سلسلوں پر صحابہ کرام کے زمانے کی دوسروں کے زمانہ پر فضیلت کی طرح مضبوط دلائل سے ثابت ہو چکی ہے۔

وہ جماعت جسے آغاز ہی میں کمال فضل سے حصہ عطا کر دیا گیا ہو ان کے کمالات کی حقیقت پر دوسروں کا مطلع اور آگاہ ہونا مشکل ہے۔ ان کی نہایت تمام دوسروں کی نہایت سے فائق و اعلیٰ ہے۔ ع

قیاس کن زنگستان من بہار مرا

میرے باغ کی رعنائی سے میری بہار کی اچھائی کا اندازہ کرلو

۱۔ عن عمر بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثَعْنُ الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمر بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین امت میرے صحابہ ہیں۔ ان کے بعد بہترین وہ لوگ ہیں جن کا زمانہ ان سے قضا ہے پھر ان کے بعد بہترین اُن وہ لوگ ہیں جن کا زمانہ ان سے متصل ہے۔

تو کلمہ ثَعْنُ نے جو اس حدیث میں وارد ہوا ہے دوسروں کے کام کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ جس طرح تراخی زمانہ کے لیے آتا ہے تراخی مرتبہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

سارے کہ نکوست از بہار شش پیداست

یعنی سال کی غریب اس کی بہار کے باعث ہے۔

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم والا ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند فرماتے تھے ہمارا سب کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بھرت بنی قرشی علیہ علی آلہ من الصلوٰات افضلنا ومن النبیات اکملنا ہمیں اور تمہیں ان اکابر سے دوستی رکھنے والوں اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والوں میں سے کرے۔

مکتوب نمبر (۶۷)

ایک محتاج آدمی کی سفارش کے بارے میں خان خاناں کی طرف دعا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ظاہراً بالٹائاً حضور سید المرسلین علیہ علی آلہ الصلوٰات والتسلیمات کی متابعت پر ثابت و قائم رکھے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جو اس پر آمین کہے۔
دو ضروری اور اہم کام بے اختیار آپ کو تکلیف دینے کا باعث بنے ہیں۔ ایک رنج و آزار کا گمان رفع کرنے کا اظہار۔ بلکہ آپ سے دوستی اور اخلاص کا ہونا۔ اور دوسرا ایک محتاج آدمی کی حاجی کی طرف اشارہ جو فضیلت اور نیکی سے آراستہ ہے اور معرفت و شہود سے مزین ہے جو نسب کے لحاظ سے کریم اور حسب کے اعتبار سے شریف ہے۔

مخدوم گرامی! اظہار حق میں قدرے تلخی ضرور ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ تلخی زیادتی اور کمی کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ بہت ہی بلند حوصلے والا سعادت مند ہونا چاہیے جو اس تلخی کو تشدد کی طرح پی جائے اور ہلکے مزید کہتا ہوا آگے بڑھے۔ حالات کا اختلاف امکان کی صفت کے لوازمات میں سے ہے۔ وہ جماعت جو تمکین و اطمینان کے مقام تک پہنچی ہے دراصل تمرین و اختلاف اس کی طبیعت و سرشت میں بھی ہوتا ہے۔ ممکن ہے چارہ کبھی صفات جلالیہ کے غلبے کے نیچے مغلوب ہوتا ہے اور کبھی اس پر صفات جمالیہ کا حکم نافذ ہوتا ہے۔ نیز یہ ممکن کبھی تعین کا عمل ہوتا ہے اور کبھی بسط کے مقام میں ہوتا ہے۔ اور ہر موسم و وقت کے احکام و تقاضے جدا ہوتے ہیں۔ کل وہ تھا، آج یہ ہے۔ حدیث میں ہے:

مومن کا دل خدا کے رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان

قلب المؤمن بین اصبعین من

اصابع الرحمن، یقلبہا کیف یشاء۔ ہے۔ اسے جیسے چاہتا ہے پھیرتا ہے۔

والسلام۔

مکتوب نمبر (۶۸)

یہ مکتوب بھی خان خانان کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ دولت مندوں کو قراضع اور انکساری زیب دیتی ہے اور فقرام کو بے نیازی
الخیر فیما صنع اللہ سبحانہ۔ بہتری اور خیر اسی میں ہے جو اللہ سبحانہ کرے۔

مخدوم گرامی!۔

من آنچه شرط بلای است باتو میگویم
تزوہ از سخنم پسند گیر و خواہ ملال!

تبلیغ کی شرط کے تحت جو کچھ ہے وہ میں نے تجھے کہہ دیا ہے۔ آگے میری باتوں سے نفیحت حاصل
برایارنج و ملال۔ (وہ تو جانے)

آپ کے تینوں خطوط سے بے نیازی ہی ٹپکتی تھی۔ اگرچہ آپ کا مقصود قراضع تھا۔ مثلاً
آخری خط میں یوں تحریر تھا:

”بعد الحمد والصلوة عرض ہے کہ اس عبارت میں اچھی طرح غور کریں کہ اسے کہاں
لکھا جائے۔“

یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے فقرام کی خدمت بہت کی ہے لیکن ساتھ ہی فقرام کے آداب
کا لحاظ بھی ضروری ہے تاکہ اس پر شرم اور نتیجہ برآمد ہو۔ اور اس کے بغیر تو خاردار درخت پر ہاتھ
پھیرنے والی بات ہے یعنی کچھ فائدہ نہیں۔ ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے متقی لوگ
تکلف سے بری ہیں لیکن تنکبروں کے ساتھ تکبر کرنا بھی ایک قسم کا مدقہ اور نیکی ہے۔ حضرت خواجہ
نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ کو ایک شخص نے تنکبر کہا۔ آپ نے فرمایا میرا تکبر خدا کے لیے ہے
اس گروہ فقرام کو ذیل غور خیال نہ کریں۔ کیونکہ حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے:

رُبَّ أَشْعَثَ مَذْجٍ يَأْتِي الْكِبَابَ
بہت سے پاکندہ ہال گرد آلود دروازوں سے

۱۰ مشکوٰۃ شریف ابوالحسن مسلم۔

لَوْ أَقْسَمُ عَلَى اللَّهِ (الْبُرْهَانُ) - دھکیلے جانے والے راطن میں ایسا بندہ قلم

رکھتے ہیں، کہ اگر خدا پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری کرتا ہے۔

۵ - اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم

کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است

میں نے تیرے سامنے اپنا غم دل بہت تمھوڑا بیان کیا ہے۔ میں درتا ہوں کہ تو دل آزرده ہوگا ورنہ باتیں بہت ہیں۔

آپ کے عزیز دوستوں اور مخلصوں کو چاہیے کہ سچائی اور حقیقت معاملہ کو سامنے رکھیں۔ اور جو کچھ آپ تک پہنچائیں صحیح اور درست پہنچائیں۔ اور جو مشورہ بھی آپ کو دیں اس میں آپ کی بھلائی کو مد نظر رکھیں، اپنی اغراض اور مصلحتوں کو سامنے نہ رکھیں کہ یہ سراسر خیانت ہے۔

بعض منافع اس سفر کے آپ کے لیے علت غائی کی حیثیت رکھتے تھے (مگر کیا کیا جائے)۔ اس عالم اسباب میں آپ کے دوستوں اور مخلصوں نے آپ کو نہ چھوڑا (ناکہ وہ منافع آپ تک پہنچتے) اس طرف سے کوتاہی کا خیال نہ کریں۔ اگرچہ یہ مقدمات (باتیں تلخی تھیں) لیکن آپ کی خوشامد و چاہلوسی کرنے والے بہت ہیں، آپ اسی پر اکتفا کریں۔ فقراء سے آشنائی اور ملاقات سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے پوشیدہ عیوب اور مخفی کینسی حرکات سے واقف اور مطلع ہو۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس قسم کی باتوں سے آزار اور تکلیف دینا مقصود نہیں، بلکہ یہ باتیں خیر خواہی اور تسوی کے طور پر ہیں۔ آپ یقین کریں۔

خواجہ محمد صدیقی اگر ایک روز پہلے آجاتا تو احتمال تھا کہ بندہ اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں لے آتا۔ مگر وہ تو سر ہند کے راستے میں ملا۔ لہذا معذور جانیں۔

الحبیر فیما صمم اللہ سبحانہ - بہتری اسی میں ہے جو خدا تعالیٰ کرے۔

مکتوب نمبر (۶۹)

اس بیان میں کہ تواضع و ابرین کی بلندی کا باعث ہے۔ نیز اس بیان میں کہ نہات فرقہ نامیہ

اہل سنت و جماعت کی متابعت سے وابستہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ اللّٰہِ۔

الغفات نامہ گرامی جو آپ نے باورِ عزیز مولانا محمد صدیقی کے ہمراہ روانہ کیا تھا، موصول ہوا۔ آپ نے کرم فرمایا۔ جزاکم اللہ سبحانه عننا خیر الجزاء۔

چونکہ آپ نے فقرائے آداب کا لحاظ رکھا ہے اور باتوں میں تواضع اختیار کی ہے۔ اس کے مطابق
مَنْ ذَا صَبَرَ لِلَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ
جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے

بندی و رفعت عطا کرتا ہے۔

امید ہے کہ آپ کا یہ مجز و تواضع آپ کی دینی و دنیوی رفعت کا سبب بنے۔ بلکہ بن چکا ہے۔ آپ کو بشارت ہے کہ آپ درمیان میں رجوع اور انابت کے الفاظ لے آئے ہیں اس لیے یوں تصور کریں کہ آپ کا یہ رجوع درویشوں میں سے کسی درویش کے ہاتھ پر واقع ہو چکا ہے، لہذا اچھے نتائج و ثمرات کے منتظر رہیں۔ لیکن حقیقی الامکان درویشوں کے حقوق و آداب کا لحاظ ضرور رکھیں۔

وصیتوں اور نصیحتوں میں سے کیا لکھے۔ اور علوم و معارف کا کیا اظہار کرے۔ علماء مجتہدین اور صوفیہ محققین شکر اللہ تعالیٰ سبب سے بسط و تفصیل کے ساتھ سب کچھ لکھ دیا ہے۔ کوئی کمی باقی نہیں چھوڑی۔ اور اس کم مایہ بندے کی تحریرات کا کچھ حصہ بھی ظاہراً آپ کے دوستوں نے آپ کی خدمت میں پہنچا دیا ہے۔ آپ کی نظر شریف سے گزر چکا ہوگا۔

مختصر یہ کہ نجات کا راستہ اہل سنت و جماعت کی متابعت ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس گروہ کو اور زیادہ کرے)۔ اقوال میں بھی، افعال میں بھی، اور احوال و فروع میں بھی۔ کیونکہ نجات پانے والا فرقہ صرف ایسی ہے۔ باقی تمام فرقے زوال اور ہلاکت کے کنارے کھڑے ہیں۔ آج کسی کے علم میں یہ بات آئے یا نہ آئے۔ لیکن عمل (قیامت) کو ہر ایک جان لے گا۔ مگر اس وقت جانتا بے سود ہوگا۔

اے اللہ! اس سے قبل کہ موت آکر ہمیں جگائے اور ہوشیار کرے اس وقت بیداری اور ہوشیاری کی نعمت نصیب فرما۔

سیادت آب سید ابراہیم آپ کے بلند آستانہ سے قہر بھی تعلق و نسبت رکھتا ہے اور آپ کے

۱۔ ابو نعیم نے علیہ میں اسناد حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

۲۔ "روح محفوظ است پیشیں اولیاء"۔ مترجم عفی عنہ۔

۳۔ آج فقہ اور گمراہی کے تاریک دور میں اہل اسلام پر لازم ہے کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے سبک حق اہل سنت و جماعت پر قائم و ثابت رہیں۔ نجات یافتہ گروہ صرف یہی ہے۔ دوسرے تمام فرقے اس نعمت و سعادت سے محروم ہیں۔ مترجم عفی عنہ۔

دعا گوں میں شامل ہے۔ آپ کے ذمہ کم پر لازم ہے کہ اس کی دستگیری فرمائیں۔ کہ اس نظر اور بڑاچے کے وقت اپنے اہل و عیال میں فراغت و سکون سے اپنا وقت گزاریں اور آپ کے لیے دونوں جہان کی سلامتی کی دعائیں مشغول رہیں۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۷۱)

اس بیان میں کہ انسان کی جامعیت راہِ راست سے اس کی دوری کا سبب بن جاتی ہے جس طرح یہی جامعیت اس کے قرب کا سبب ہے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔ یہ مکتوب بھی خانِ خاناں کی طرف صادر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو شریعت حقہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتمیۃ کے طریقہ پر قائم و ثابت رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر بھی رحم فرمائے جو اس پر آمین کہے۔ انسان کے لیے اس کی جامعیت جس طرح قرب حق، بزرگی اور فضیلت کا موجب ہے اسی طرح اسے گمراہ اور جاہل رکھنے کا سبب بھی ہے۔ قرب کا سبب تو اس طرح ہے کہ انسان کا شیشہ و فطرت سب مخلوق کی نسبت کامل تر ہے۔ اور تمام اسماء و صفات بلکہ تجلیات ذاتیہ کے ظہور کی قابلیت بھی اس میں ہے۔ حدیث قدسی:

لَا يَبْغِي أَرْضِي وَلَا سَمَاءِي وَلَا لَكُنْ

يَسَعْنِي قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ۔

میرے دست نہیں رکھتے نہ میری زمین اور نہ میرا

آسمان بلکہ میری دست و گنجائش میرے بندے

مومن کا دل رکھتا ہے۔

میں اسی بیان کی طرف اشارہ ہے۔

اور راہِ راست سے اس کی دوری کا سبب جہان کی ہر شے کی طرف اس کا احتیاج ہے۔ کیونکہ انسان کے لیے ہر چیز درکار ہے۔

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔

اللہ تعالیٰ نے زمین میں سب کچھ تمہارے لیے

پیدا کیا ہے۔

۱۔ احیاء العلوم، طبرانی، دیلمی و مسند الفردوس بروایت انس رضی اللہ عنہ۔ و امام احمد از وہب بن شبہ

بالفاظ مختصہ۔

اس احتیاج کے سبب اسے ہر شے میں گرفتار ہونا پڑتا ہے۔ اور یہی گرفتاری اس کے بُد اور اسے گمراہ کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔

پایہ آخر آدم است و آدمی گشت محروم از مقام عمری
گرد گرد باز میکس زبں سفر نیست از دوسے پچکس محروم تر

انسان بندی کے سب سے آخری مرتبہ یہ ہے لیکن انسان محروم راز ہونے کے مقام سے محروم ہو چکا ہے۔ اگر یہ میکس اس گرفتاری (اشیاء) کے سفر سے واپس نہ لوٹا تو پھر اس سے زیادہ کوئی بھی محروم نہیں پس تمام موجودات میں بہترین بھی انسان ہی ہے۔ اسی نوع انسانی میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں جو رب العالمین کے حبیب ہیں۔ اور آسمانوں اور زمینوں کے رب کا دشمن ابوجہل۔ لیکن بھی اسی نوع میں سے ہوا ہے۔ تو لازمی بات ہے کہ جب تک انسان کو تمام گرفتاریوں سے نجات میسر نہ آئے سب محبوب و تقاضے سے منزہ ذات بحت حق تعالیٰ کی گرفتاری اور اس سے وابستگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ غیر حق میں گرفتاری خرابی ہی خرابی ہے لیکن تقاضائے مالا یدد کلاہ لایتوا کلاہ (جو چیز پوری طرح حاصل نہ ہو سکے اسے بالکل ہی ترک نہیں کرنا چاہیے) پس روزہ زندگ صاحب شریعت علیہ السلام الصلوٰۃ والتیمتہ کی اتباع کے موافق بسر کرنا چاہیے۔ کیونکہ عذاب آخرت سے نجات اور دائمی نعمتوں (جنت) کا حصول اسی اتباع کی سعادت سے وابستہ ہے۔

پس بڑھنے والے مال اور چکر پیٹ بھرنے والے موشیروں کی زکوٰۃ کا حق ادا کرتے رہیں۔ اور اس ادائے زکوٰۃ کو اموال اور موشیروں میں دل نہ لگانے کا وسیلہ بنانا چاہیے۔ اور لذیذ کھانوں اور نفیس لباسات میں حظ نفس ملحوظ خاطر نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ کھانے پینے کی اشیاء میں ادائے طاعات کی نیت کے سوا اور کچھ نیت نہیں ہونی چاہیے۔ اور نفیس لباس مطلقاً آیت

حَدُّ دَاوُدَ یَنْتَعِمُ حَتَّیْ یَسْجُدَ اَیُّ حَتَّیْ یَصَلُّوْۃَ
یعنی اختیار کرو اپنی زینت ہر مسجد یعنی ہر نماز کے وقت۔

حکم ربی کی زینت کے تحت پنناروا ہے۔ اور کوئی نیت نہیں ہونی چاہیے۔ اور اگر حقیقت میں نہ آئے تو تکلف سے یہ نیت دل میں لانی چاہیے:

فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَبَاکُوْا
اگر روزانہ آئے تو رونے کی شکل ہی بنالو۔

۱۷ پارہ دوا تانا (۸) سورۃ اعراف۔

۱۸ شرح السنہ بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور ہمیشہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا اور تضرع کرتے رہنا چاہیے تاکہ حقیقت نیت نصیب ہوا اور تکلف سے نجات ملے۔ ۷

می تواند کہ دہا شک مرا حین قبول! آنکہ در ساختہ است قطرہ بارانی را
مکن ہے کہ وہ ذات میرے آنسوؤں کو حین قبول کے شرف سے نواز دے جس نے بارش کے قطرے
کو موتی کی صورت عطا کر دی ہے۔

اسی طرح تمام کاموں میں ان دیندار علماء کرام کے فتویٰ کے مطابق جنہوں نے عزیمت کا راستہ
اختیار کر رکھا ہے اور رخصت سے اجتناب کرتے ہیں زندگی بسر کرنا چاہیے۔ اور اس کو نجاتِ اُخروی
ابدی کا وسیلہ قرار دینا چاہیے:

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدَارِكُ حُرَّانَ
شَكَرْتُمْ ثُمَّ دَامَنْتُمْ
اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب کیوں دے گا جبکہ
تم لوگ شکر گزار اور مومن بنو۔

مکتوب نمبر (۱۷)

یہ مکتوب مرزا داراب ابن خان خاناں کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ نعمتوں سے الامال انسان پر نعمت فرمانے والے رب تعالیٰ کا شکر ادا
کرنا واجب و ضروری ہے۔ اور شکر کی ادائیگی صرف احکام شریعت کی بجا آوری کی صورت
میں ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری تائید و نصرت فرمائے۔

نعمت والے پر نعمت عطا کرنے والے رب تعالیٰ کا شکر اذروئے عقل و شرع ضروری ہے۔ اور
یہ بات بھی معلوم ہے کہ شکر کا وجوب نعمتوں کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے۔ پس جس قدر نعمتیں زیادہ ہوں گی
شکر کا وجوب بھی زیادہ ہوگا۔ تو دولت مندوں پر ان کے درجات کے مطابق فقراء کی نسبت کئی درجہ
شکر کی ادائیگی ضروری ہے۔ لہذا اس اُمت کے فقراء و اغنیاء کی نسبت پانچ سو سال پہلے جنت
میں چلے جاتیں گے۔

اور نعمتیں عطا کرنے والے رب تعالیٰ کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد و فرقہ

۱۷ پارہ والمحصنت (۵) سورہ نساء۔

ناجیہ اہل سنت و جماعت کی آراء کے مطابق صحیح اور درست رکھے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بلند مرتبہ گروہ کے مجتہدین کی آراء کے مطابق احکام شرعیہ بجالاتا رہے۔
تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ گروہ صوفیہ کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ اور تزکیہ کرے۔
اس آخری رکن کا وجوب درجہ استحسان میں ہے۔ بخلاف پہلے دو رکنوں کے۔ کیونکہ اصل اسلام پہلے دو رکنوں کے ساتھ وابستہ ہے، اور کمال اسلام تیسرے رکن سے متعلق ہے۔ اور وہ عمل جو ان تین ارکان کے خلاف ہے، اگرچہ ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ کی جنس سے ہو، معصیت، نافرمانی اور حق تعالیٰ کی ناشکری میں داخل ہے۔

ہندو برہمنوں اور فلاسفہ یونان نے کیا کم ریاضتیں اور مجاہدے کیے ہیں، لیکن چونکہ ان کی ریاضتیں انبیاء کرام (ان میں سب افضل نبی پخصوصاً اور باقی پر عموماً اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور سلامتیوں کا نزول ہو) کی شریعتوں کے مطابق واقع نہیں ہوئیں، اس لیے سب مردود ہیں۔ اور یہ لوگ نجات اخروی سے محروم ہیں۔
تو تم پر ہمارے سردار مولیٰ اور ہمارے گناہ بخشوانے والے اور ہمارے دلوں کے طیب حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور کے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی متابعت اور پیروی لازم و ضروری ہے۔

مکتوب نمبر ۲

خواجہ جہاں کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ دین و دنیا دونوں کا جمع کرنا اللہ شہداء و مشکل ہے پس طالب آخرت کے لیے ترک دنیا کے بغیر چار نہیں۔ مادہ اگر ترک حقیقی میرے آئے تو کم از کم ترک حکمی تو ضرور ہونا چاہیے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور عافیت عطا فرمائے۔

مَا أَحْسَنَ الدِّينَ وَالْ دُنْيَا لَوِ اجْتَمَعَا کیا ہی اچھا ہوتا اگر دین و دنیا دونوں اکٹھے ہوسکتیں

دین و دنیا دونوں کو جمع کرنا دو ضدوں کے جمع کرنے کے قبیلہ میں سے ہے پس طالب آخرت کے لیے دنیا کو چھوڑنا ضروری ہے۔ اور جب اس وقت حقیقت ترک دنیا میرے نہیں بلکہ مشکل ہے۔ تو کم از کم ترک حکمی و ضروری تو ضرور ہونا چاہیے۔

اور ترک حکمی سے یہ مراد ہے کہ دنیوی امور میں بندہ روشن شرع کے تقاضوں کے مطابق اس کے احکام کی پابندی کرے۔ اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ میں حدود شرعیہ کی رعایت ملحوظ رکھے اور ان حدود سے تجاوز کرنے کو روا اور جائز نہ رکھے۔ اور سونے چاندی اور مال تجارت وغیرہ اور پوشیدوں میں نصاب مکمل ہونے کی صورت میں خیرینہ زکوٰۃ ادا کرے۔ جب احکام شرعیہ کی ادائیگی کے ساتھ انسان مزین و آراستہ ہو گیا تو دنیا کی معززوں سے نجات حاصل ہو گئی۔ اور دنیا آخرت کے ساتھ جمع ہو گئی۔ اور اگر اس طرح کا ترک حکمی بھی میسر نہ آئے تو ایسا شخص بحث سے خارج ہے اور منافق کے حکم میں ہے جو صرف صورت ایمان رکھتا ہے۔ اور منافق کا ایمان آخرت میں کچھ نفع نہیں دے گا۔ ایسے آدمی کے ایمان کا نتیجہ اور ثمرہ صرف اس قدر ہے کہ دنیا میں اس کے مال اور اس کی جان کا تحفظ ہو جاتا ہے۔

من آنچه شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواه از سخنم پسند گیر و خواه ملال!

شرط تبلیغ کے تحت جو کچھ میرے ذمے تھا وہ میں نے تجھ سے کہہ دیا ہے۔ آگے میری باتوں سے تجھے چاہئے نصیحت حاصل ہو چاہے رنج و ملال۔

دیکھیے! کون صاحب دولت ایسا نکلتا ہے جو اس دنیوی کردار اور ان لوگوں چاکروں اور ان لذیذ و چرب کھاؤں اور لباس سائے فاخرہ امیرانہ کے باوجود کلمہ حق قبول کر لینے والے کاؤں کے ساتھ منتا ہے۔

گوشش از بار در گراں شد است نشود ناله و فغان مرا

اس کے کان موتیوں کے بوجھ سے ہماری ہو چکے ہیں۔ لہذا میرے نالہ و فغان کو کہاں سن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سب کو شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیت کی متابعت کی توفیق عطا کرے۔

باقی ایک لائق گزارش بات یہ ہے کہ میاں شیخ ذکریا جو پہلے عہدہ تحصیلداری پر فائز تھا آج کل محبوس اور بند ہے۔ شومی اعمال کے باعث مدت سے قید خانہ میں بند ہے۔ منعت پیری تنگی معاش اور قید خانہ میں عرصہ سے پڑا رہنے کی وجہ سے بالکل تنگ اور پریشان ہے۔ اس نے مجھے لکھا تھا کہ لشکر میں آکر میری رہائی کی کوشش کریں۔ راستے کی لمبی مسافت وہاں تک آنے میں مانع ہوئی۔ برادر عزیز خواجہ محمد صادق آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے۔ ضرورت کے ان چند کلمات کی تکلیف دی ہے۔

امید ہے کہ اس بوڑھے اور ضعیف شخص کے بارہ میں توجہ عالی کریں گے کیونکہ وہ عالم بھی ہے۔ اور اسے ضعیف پیری بھی لاحق ہے۔ ————— والسلامہ اولاً و آخراً۔

مکتوب نمبر (۷۳)

دنیا اور اہل دنیا کی مذمت اور غیر نفع مند علوم کو حاصل کرنے کی برائی اور فضول مباحات سے بچنے اور عسکر عفووان جوانی میں خیرات اور اعمال صالحہ کی ترغیب و تحریق میں۔
تعلیم اللہ بن تعلیم خاں کی طرف صادر فرمایا۔

ترجمہ: سبحانہ و تعالیٰ روشن شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات والتقیات الابدیہ و السرمیہ کے طریقہ پر استقامت نصیب فرمائے۔

اسے فرزند! دنیا آزمائش اور ابتلا کا مقام ہے۔ اس کے ظاہر کو مختلف ملمع سازوں اور زمینوں سے آراستہ اور مزین کیا گیا ہے۔ اس کی صورت کو مومہوم خال و خط اور زلف و رخسار سے خوبصورت کیا گیا ہے۔ دیکھنے میں شیریں اور طراوت و نازکی کا خیال آتا ہے لیکن حقیقت میں عطر لگا ہوا سردار اور مکیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا مٹی خانہ اور آبِ قاریت اور زہر سے لبریز شکر ہے۔ اس کا باطن سراسر خراب اور ابتہر ہے۔ اس کا معاملہ اپنے طالبوں کے ساتھ اس گندگی اور غلاظت کے ساتھ جس قدر تم برا خیال کر سکتے ہو اس سے بھی بدتر ہے۔ اس دنیا پر فریفتہ ہونے والا دیوانہ اور مسحور (جادو کیا ہوا) ہے۔ اس کا گرفتار مجنون اور فریب خوردہ ہے۔ جو اس کے ظاہر پر فریفتہ ہو گیا اور نقصان ابدی کے ساتھ داغدار ہو گیا۔ جس نے بھی اس کی ملاوت و طراوت پر نظر کی دائمی ندامت و شرمندگی اس کے حصہ میں آگئی۔ سرور کائنات حبیب رب العالمین علیہ السلام الصلوٰۃ والتقیات نے فرمایا ہے:

مَا الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ إِلَّا حَصْرَتَانِ
إِنْ رَضِيتَ إِحْدَاهُمَا سَخَطْتَ الْآخَرَى
یعنی دنیا اور آخرت دو سوکنوں کی طرح ہیں۔
اگر ایک راضی ہوتی ہے تو دوسری ناراض ہوتی ہے۔

ترجمہ: جس نے دنیا کو راضی کیا اس سے آخرت ناراض ہو گئی۔ اور آخرت کی نعمتوں سے بے نصیب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں دنیا اور اہل دنیا کی محبت سے پناہ میں رکھے۔

لے احمد، حاکم، طبرانی اور ابنِ جبان بالفاظ مختلفہ۔

اے بیٹے! تو کچھ جانتا ہے کہ دنیا کیا چیز ہے؟ دنیا وہ چیز ہے جو تجھے خدا تعالیٰ سے دور کر دیتی ہے۔ لہذا میری، اولاد، مال و جاہ، سرداری اور لہو و لعب اور لالہ یعنی چیزوں میں اشتغال سب دنیا میں داخل ہے (اگر خدا سے دور کر دے)۔ وہ علوم جو آخرت میں کام نہیں آئیں گے، وہ بھی دنیا میں داخل ہیں۔ اگر علم نجوم، منطق، ہندسہ اور حساب وغیرہ بے فائدہ علوم کا حاصل کرنا کا رآمد چیز ہوتی تو فلاسفہ اہل نجات میں سے ہوتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

عَلَامَةُ اَعْرَاضِهِ تَعَالَى عَنْ الْعَبْدِ اَللّٰهُ تَعَالٰی كَيْفَ يَنْتَفَعِلُ مِنْ شُغْلِهِ
یہ ہے کہ بندہ لالہ یعنی کاموں میں مشغول ہو جائے

ہر چیز جو عشقِ خدا کے احسن است

گر شکر خوردنِ برد جاں کندن است

خدا کے احسن کے عشق و محبت کے سوا جو کچھ بھی ہے چاہے شکر ہی کیوں نہ لکھائی جائے اس میں بھی جان کی ہلاکت ہی ہے۔

اور وہ جو کما گیا ہے کہ نماز کے اوقات معلوم کرنے کے لیے علم نجوم درکار ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس علم کے بغیر اوقات نماز کی پہچان نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اوقات نماز پہچاننے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ علم بھی ہے۔ ایسے بہت لوگ ہیں جو علم نجوم بالکل نہیں جانتے لیکن نماز کے اوقات ماہرین نجوم سے بھی بہتر جانتے ہیں۔ اسی کے قریب وہ وجہ ہے کہ جو علم منطق اور حساب وغیرہ جن کی بعض علوم شرعیہ میں ضرورت پڑتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بہت سے تکلفات اور تھکات اختیار کر کے ان علوم میں مشغول ہونے کا جو نفع ملتا ہے۔ ان علوم کے پڑھنے اور حاصل کرنے سے اگر مقصود صرف احکام شرعیہ کی معرفت اور علم کلام کی دلیلوں کی تقویت ہو تو صرف اس قصد کے تحت ان علوم کے حصول کا جواز ہے۔ ورنہ ان کی تحصیل اور ان کا پڑھنا پڑھانا جائز ہی نہیں۔ انصاف کرنا چاہیے کہ اگر ایک امر مباح کا ارتکاب بہت سے واجب امور کے فوت ہو جانے کا باعث بنتا ہو وہ حد جواز سے خارج ہو جائے گا یا نہیں یعنی ضرور علم عارفِ رومی فرماتے ہیں: چہیت دنیا از خدا غافل شدن۔

علی نقی نے جوامع الکلم میں اور ابن حجر نے شرح الربیعین میں اور ترمذی و ابن ماجہ نے بالغایہ مختلہ ابن ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔